دیوکی اپنے آپ کو سخت گنہگار سمجھتی ہے، دیوکی اور ہری سین دونون کوشش کر کے روپ چند کا پتہ معلوم کر لیتے ہین، مگر ایسے وقت مین جبکہ امریکہ کی ایک عاشق مزاج خاتون اپنی رقیب بہن کو قتل کرواتی ہے، اور روپ چند پر الزام قتل عائد ہوتا ہے، دیوکی خود اقرار جرم کر کے شوہر کو بچا لیتی ہے، پھر اتفاقی طور پر ہری سین اصل مجرم کا پتہ لگا کر دیوکی کو بھی پھانسی سے اُتار لیتا ہے، بہر حال ان حالات کو دیکھکر صحیح معنون مین ہری سین از سر نو محب وطن ہندوستانی ہو جاتا ہے، اس قسم کے افسانے تعمیر اخلاق کے لئے کار آمد ہین، قیمت ۱۲؎ پتہ رام کٹیا بک ڈپو لاہور،

تحقیق الاسلام، یہ پادری غلام مسیح اڈیٹر نور افشان لاہور کی ایک قدیم مناظرانہ تصنیف کا طبع ثانی ہے، جسمین انھون نے دعوی کیا ہے کہ کتاب مبین، قرآن عربی، سلطان مبین وغیرہ خطابات جو قرآن مین کتب الٰہیہ کے لئے آئے ہین سب بائبل کے لئے ہین، قرآن مجید مین دو قسم کی آیتین ہین ایک ام الکتاب یا محکمات اس سے مراد صرف وہ آیتین ہین جنکی تصدیق بائبل سے ہوتی ہے، باقی تمام اس مین متشابہ ہین اور ہر متشابہ آیت منسوخ ہے، وہ کہتے ہین کہ اہل قبلہ کا اسلام اصلی اسلام نہین کیونکہ یہ اسلام قرآن عربی کے علاوہ، حدیث، اجماع اور قیاس سے بنا ہے، حدیث ناقابل اعتبار چیز ہے کیا بائبل سے بھی زیادہ جسکی تاریخی سند معرض بحث مین ہے؟ غرض اس پوری کتاب کا منشا یہ ہے کہ نعوذ باللہ اہل قبلہ (یعنی مسلمانون) کا اسلام اصلی نہین اصلی اسلام تو مسیحی اسلام ہے، ہمکو بھی تسلیم ہے کہ مسیحیت اور اسلام دونون کی حقیقت ایک ہے، مگر وہ سینٹ پال کی مسیحیت نہین، بلکہ حضرت مسیحؑ کی مسیحیت تمام کتاب ناواقف اغلاط کا ایک مجموعہ اور نامستند دلائل کا ایک ذخیرہ ہے، جنکے جوابات مسلمانون کی طرف سے صدہا بار دیے جا چکے ہین، قیمت ۱۰؎ پتہ اڈیٹر نور افشان لاہور،

مجلد چہار دہم | ماہ محرم ۱۳۴۳ھ مطابق ماہ اگست ۱۹۲۴ء | عدد دوم،

مضامین

شذرات

مولوی **راشد الخیری** صاحب نے جنکی زنانہ مسائل و اصلاحات کے ساتھ دلچسپی قابل تحسین و آفرین ہے، اخبارات میں "خلع اور ارتداد" کے عنوان سے ایک ضروری بحث سامنے کردی ہے ہم نے معارف ۱۹۱۶ء میں "ہندوستان میں مسلمانوں کے امور مذہبی کی تنظیم" پر ایک مقالہ لکھا تھا، جس میں دکھایا تھا کہ ان ضرورتوں کے پورا کرنے کی صورت بجز اس کے کچھ نہیں کہ ہندوستان میں، عہد برطانی کے قبل **صدارت** کے نام سے جو عہدہ تھا، اور نیز دیگر اسلامی ملکوں میں آج تک خواہ وہ خود مختار ہوں یا کسی دوسری مسیحی سلطنت کے تحت **مشیخۃ اسلامیہ**، کے نام سے جو عہدہ ہے اوسکو ہندوستان میں قائم کیا جائے، مگر اُس وقت چونکہ ترک موالات کی خلیج بیچ میں حائل نہ تھی اس لیے اسکی تنفیذی قوت (اگزیکیٹو پاور) کے لیے حکومت موجودہ کی اعانت اور توثیق کی خواہش کیگئی تھی، اب اگر حالات میں کچھ فرق پیدا ہو گیا ہے، اور مسلمان اس فرق کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں تو خود اونکا اخلاقی اور معاشرتی دباؤ، اوسکی تنفیذی قوت کا کام دیسکتا ہے،

خلع کا مفہوم یہ ہے کہ اگر عورت کسی سببِ مناسب سے شوہر سے علیحدگی چاہتی ہے تو وہ قاضی کے روبرو اپنے مقدمہ کو پیش کرے، اور شوہر کا کل دین مہر یا اوس کا کچھ حصہ جو طرفین کی باہمی رضامندی سے طے پاجائے واپس کر کے آزادی حاصل کر سکتی ہے، اس تشریح سے معلوم ہو گا کہ خلع کا دباؤ آج قرون اولی سے زیادہ مسلمان شوہروں کو عدل و انصاف پر آمادہ کر سکتا ہے، پہلے اوّل تو دین مہر کی مقدار اس قدر زیادہ نہیں ہوتی تھی، دوم عموماً شوہر اپنے اس قرض کو فی الفور ادا بھی کر دیتے تھے، اس لیے وہ نسبتۃً خلع کا معاملہ بڑے بہادر بنتے تھے، اور اب دین مہر کی تعداد عموماً ایسی ہوتی ہے کہ جس کا ادا کرنا تمامتر مشکل ہے، اور وہ مہر معجل بھی نہیں

ہوتا اس لیے اب اگر مسلمان عورت خلع کا دعوی کرے تو شوہروں کو اس سے عہدہ برآ ہونا سخت مشکل ہو گا اور اس لیے وہ اس سے عدل و انصاف پر زیادہ مجبور ہوسکتے ہیں، کہ پہلے اونکو دین مہر ادا کرنا ہو گا، اس کے بعد وہ اوسکو پورا یا اس مین سے کچھ واپس لے سکتے ہیں، ممکن ہے کہ پہلے مہر ادا کر دینے کی شرط پر بعض علماء اختلاف کریں، اس لیے اسکو بھی صاف کر لینا چاہئے،

تنظیم

اسی مسئلہ کے ضمن میں تنظیم کا خیال بھی آیا، ہمنے ابھی معارف کے جس مضمون کا حوالہ دیا اوس کو پڑھنے سے یہ معلوم ہو گا کہ اس کے لکھنے کا زیادہ تر محرک مسلمان عورتوں کی اسی مظلومیت کا مسئلہ تھا کہ عورت اگر فسخ نکاح کا دعویٰ کرنا چاہے تو وہ کیا کرے، اسکی عدالت میں جائے، کس قاضی کے سامنے اپنے مقدمہ کو پیش کرے، غیر مسلم عدالتون مین رجوع کرنے سے رہی، کوئی اسلامی طاقت ہمارے ہاتھ مین نہین، ایسی حالت مین سوائے مسلمانون کی تنظیمی قوت کو مضبوط کرنے اور اسکی عدالت کو با اختیار اور صاحب تنفیذ بنانے کے چارہ کیا ہے؟

آجکل مجلس خلافت کی طرف سے تنظیم کی تحریک جاری ہے، اور پنجاب مین ہمارے دوست ڈاکٹر سیف الدین کچلو اس کے متعلق کچھ کر بھی رہے ہین، اور اسی لیے انھون نے امرتسر سے روزانہ تنظیم نامی ایک اخبار بھی شایع کیا ہے، لیکن جیسا کہ اس اخبار میں شایع شدہ خط کے اندر ہم نے لکھا ہے، تنظیم کا تخیل اور دائرہ ابھی کچھ اور اونچا ہونا چاہیے، سب سے پہلی بات یہ ہے کہ مسلمان کسی ایک شخص یا مجلس کی اطاعت کا حلف اوٹھائین، اور اس طرح **خلافت** کی اصل روح کو زندہ کرین، اسی سے تنظیم کا ہر شعبہ درست ہو سکتا ہے، اور خلع اور فسخ نکاح، اور طلاق، اور عدم ادائے نفقہ، اور اوقاف، اور مکاتب اور تحصیلِ زکوۃ کا تمام نظام پورا ہو سکتا ہے، اور مسلمان اس ملک مین ایک

منظم طاقت بن سکتے ہیں، اس لیے ضرورت ہو کہ آل انڈیا کا تخیل چھوڑ کر پہلے ایک صوبہ میں اس کام کو شروع کیا جائے، پنجاب سب سے زیادہ پرجوش اور سرگرم صوبہ ہی، کیا ہم اُمید کریں، کہ وہ پہلے صرف اپنے صوبہ کو کسی ایک شخصیت یا جمعیت کے ہاتھ میں دیکر اپنے کو اس طرح منتظم کرکے دوسرے صوبوں کے لیے نمونہ پیش کرے گا؟

صوبہ بہار میں کئی سال سے امارت شرعیہ اسی اسلوب پر قائم ہے اور ہم خوش ہیں کہ اگرچہ وہ ابتک اپنے منتہائے مقصد کو نہیں پہنچی ہی، تاہم اسکی بدولت بہار کی اسلامیت پہلے سے زیادہ بہتر ہے اور مسلمانوں میں کچھ اُن کے مذہبی احکام رواج پا رہے ہیں، مگر ضرورت ہو کہ عام مسلمان اور زیادہ اوسکی اطاعت کا ثبوت دیں، اور امارت کے اولوالامر اپنی نظر میں اور زیادہ وسعت اور رواداری پیدا کریں،

مسلمانوں کی ترقی کی راہ میں جو چیز سب سے زیادہ حائل ہی، وہ اطاعت کی کمیابی ہی، اور اسی سے ہمارا تمام نظام درہم برہم ہی، حالانکہ ہم ہی کو یہ حکم تھا کہ اپنے افسروں کی "سنو، اور اطاعت کرو ولو کان عبد احبشیا، اگرچہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو"، دریا کو قطرہ قطرہ کردو تو دریا فنا ہو جائیگا، پھول کی ایک ایک پنکھڑی نوچ ڈالو، تو گلدستہ نہ ہوگا، جانور تک اپنے گلے اور غول رکھتے ہیں، پر حیف ہو انسان پر کہ اس کی کوئی جمعیت اور تنظیم نہ ہو،

یہ سچ ہے کہ اسلام نے شخصیت پرستی کو فنا کیا ہی، اور جمہوریت کی بنا ڈالی ہی، مگر غلطی نہیں کرنی چاہئے، کہ اسلام کی ریاست، نہ آزاد جمہوریت، اور نہ مطلق العنان شخصیت ہی، بلکہ "مقید شخصی جمہوریت" ہے ایک شخص کے انتخاب میں تم پوری آزادی سے رائے دو، اور اوسکا انتخاب کرو، اس کے بعد اس کے ہاتھ میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ دیدو کہ وہ اس کے مطابق چلے، اور تم کو چلائے، جہاں کتاب و

سنت واضح نہ ہوں، قیاس واجماع و مشورہ رائے سے اس کو طے کرے، اسکی غلطیوں پر تم کو ٹوکنے کا حق ہے لیکن اس کے ایسے فرمان سے جو کتاب و سنت کے مخالف نہ ہوں، تمکو سرتابی کا حق نہیں، یہی "مقید شخصی جمہوریت" ہے،

کس قدر افسوس کا مقام ہو کہ شدھی اور سنگٹھن سے لڑتے لڑتے، اب علما بھی آپس میں لڑنے لگے، اور چار پانچ برس کی خاموشی کے بعد اب پھر وہی "سیرت ادبی" عود کر رہی ہو، ایک طرف بمبئی سے آواز آتی ہی، کہ یہ وہابی ہے، اور یہ مقلد ہو اور یہ غیر مقلد ہے، فلاں انجمن تبلیغ وہابیت پھیلا رہی ہے اور فلاں حنفیت مٹا رہی ہے، "تقویۃ الایمان" نام کتاب کی اخبار میں تعریف کیوں ہوئی، یہ تو کفر اور بدعقیدگی کی تعلیم دیتی ہے، اور مُردوں کو پکارنا، قبروں سے حاجت مانگنا، نذر و نیاز و فاتحہ کرنا، اور غیر خدا کا توسل سب کو شرک و کفر بتاتی ہی،

ادھر تو یہ تنگی ہی اودھر پنجاب میں یہ وسعت ہو کہ غیر محتاط اہل حدیث ائمہ مجتہدین کی شان میں گستاخی جائز رکھتے ہیں، آگے بڑھ کر اہل القرآن، ہر کر امت مسلمہ کا فرقہ زندہ ہوا ہی جو انبیاء و صحابہ کو بھی نادان و نافہم بتا رہا ہی، اور چودہ سو برس کے عمل متواتر اور علم یقین کو خرافیات کہہ رہا ہے، احمدی تحریک نبوت کا خاکہ اڑا رہی ہے اب ایک "مشرقی نثراد" امرتسر میں پیدا ہوئے ہیں جو عقائد قلب اور ایمانیات سے قطع نظر صرف چند اعمال، تنظیم اطاعت امیر تحصیل علوم وغیرہ کو اسلام صحیح و کامل بتاتے ہیں اور فرائض کی ایسی تاویل کرتے ہیں جس سے نماز و روزہ کی بھی تکلیف نہیں رہتی، اِنّا للّٰہ،

مشرقی صاحب نے جو مشرقی و مغربی دونوں علوم میں علامہ ہیں اپنے عقائد کی تشریح میں

تذکرہ نام ایک کتاب کی پہلی جلد بہت دھوم دھام اور تزک احتشام سے شایع کی ہے، اور دھمکی دی ہے کہ یہ کتاب دس جلدون مین لکھون گا، شروع مین ڈیڑھ سو صفحون کا عربی مقدمہ ہے جسکی زبان نہایت غلط شلط اور مضحکہ انگیز ہے، معلوم نہین کہ جب عربی پر قدرت نہ تھی تو اس مین لکھنے کی حاجت کیا تھی؟ اردو صفحات بھی خاصے ضخیم ہین، فل اسکیپ سائز کے کئی سو صفحے ہین، مگر عبارت زیادہ تر غیر مفہوم تکرار اور حشو و زوائد سے پر ہے، معمولی سی بات کو صفحون مین ادا کیا ہے،

———...———

مشرقی صاحب کی تحقیقات عالیہ کا ایک نیا شگوفہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندون سے جس جنت کا وعدہ کیا ہے اور جس دوزخ کی وعید کی ہے ان سے مقصد اسی دنیا کی جنت اور اسی دنیا کی دوزخ ہے، ترقی، فلاح، سلطنت اور حکومت یہ تو یہان کی جنت ہے اور تنزل، غربت، مفلسی یہ یہان کی دوزخ ہے، ہمین شک نہین کہ اس دنیا کے فوائد اور نقصانات بھی ہمارے اعمال کے نتائج اور عواقب ہو سکتے ہین اور ہین، اور قرآن پاک مین اس کی تصریحات ہین، مگر اس کے یہ معنی نہین کہ قرآن پاک کی صریح تحریف کرکے ہم یہ عقیدہ ثابت کرین کہ جنت و دوزخ کے وہ تمام اوصاف جو قرآن پاک مین آخرت اور بعد موت کے واقعات کی حیثیت سے مذکور ہین وہ اسی دنیا مین ہین اور وہ سب یہین موجود ہین،

———:———

اگر یہین جنت ہوتی تو صحابہ کرام اپنی جانین دیکر کیا اس کو کھوتے یا پاتے، جب انسان نے آنکھین بند کر لین تو اس دنیا کی جنت اس کے کیا کام آسکتی ہے، جس کے حصول کے لئے وہ سعی و کوشش کرتے اعمال انسانی مین خلوص اس وقت تک پیدا نہین ہو سکتا جب تک ما بعد الموت کی سزا و جزا پر اس کو یقین کامل نہ ہو، چودہ سو برس سے مسلمانون کا یہی عقیدہ ہے، اور آج اس کے خلاف ایک مغربی التعلیم

مشرقی کی زبان سے آواز بلند ہوتی ہے،

———>•<———

اصل یہ ہے کہ ہم اہل ایشیا یورپ کی قوت و طاقت، سلطنت و حکومت اور عیش و آرام سے اس قدر مرعوب اور مبہوت ہو گئے ہین کہ ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ ہم کیونکر ان کو حاصل کرین، اور سمجھنے لگے ہین کہ یہی ان کی جنت، رضی، یعنی مضبوط سلطنت، وسیع مستعمرات، آراستہ مکانات، خوبصورت سامان، قیمتی لباس، امیرانہ سواریان لذیذ الوان نعمت یہی اصل چیزین ہین، انہین حصول کے لئے ہم پر قرآن نازل کیا گیا ہے، نمازین فرض کی گئی ہین، روزے واجب ہوئے ہین، اعمال نیک کی تاکید کی گئی ہے، یہ اگر نہین تو کچھ نہین، افسوس ہے اُن پر جو فانی کی تلاش مین باقی کو بھول جاتے ہین،

———>•<———

ہمین اس سے انکار نہین اور نہ اس سے کسی مسلمان کو انکار ہو سکتا ہے کہ تعلیمات قرآنی پر صحیح طور پر عمل کرنے سے اُس دنیا کی نیکیون کے ساتھ ہم کو اس دنیا کی نیکیان بھی ملین گی، مگر اس کا یہ مطلب نہین کہ یہی دنیاوی زندگی تمامتر ابدی زندگی ہے اور اسی کے عیش و آرام کیلئے سب کچھ کرنا چاہئے، فانی نی فکن

———⁂———

یہ کتاب مطبع روزنامہ وکیل امرتسر مین بہت حسن و خوبی ساتھ طبع ہوئی ہے، ایک زمانہ تھا کہ وکیل امرتسر اور اس کا مطبع پنجاب مین اسلام کے صدق و حقیقت کے داعی تھے، آج یہ کیا ہے کہ چھپائی کے چند روپیون کے منافع کے لئے ایسی گمراہ کن کتاب جس کے نتائج خدا جانے مسلمانون مین کیا کیا پیدا ہون گے چھاپ دی جاتی ہے؟ کیا ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان دکنا مدنظر ہے، ایک دوسرے کی مدد نہ کیا کرو، کا یہی مطلب ہے؟

———>⁂<———

اسلام کی سیزدہ سالہ زندگی مین سینکڑون باطل فرقے پیدا ہوے جن کے نامون کی تفصیل سے
کتب ملل ونحل بھری پڑی ہین، اُن کے بانی معنف تذکرہ سے بھی زیادہ اپنے اپنے وقت کے حکیم و
فلسفی تھے، مگر آج نامون کے سوا اُن کے کامون کا کوئی حصہ، اوران کا کوئی عملی وجود باقی نہین، اسی طرح
بر بنا مذہب بھی اس سے زیادہ ثابت نہو گا جس قدر سمندر کی سطح پر حباب، "اما الزبد فیذھب
جفاءً"

اور ہان اس جدید فرقہ مشرقیہ کی ایک نئی تحقیق اور بھی قابلِ ذکر ہے، اس کو بہت زور سے ثابت
کیا ہے کہ اصلی مسلمان اہل یورپ ہین جنمین قومی ہمدردی تحصیل علوم کا شوق اور حسن تمدن وغیرہ وہ
تمام اصول عشرہ پائے جاتے ہین جو دنیاوی ترقی کے لئے ضروری ہین، اور جو اصل اسلام ہین، باقی جن
قومون مین یہ رسمی اسلام یعنی صرف توحید وغیرہ، ایمانیات اور ظاہری اعمال نماز روزہ وغیرہ کا وجود
ہے مسلمان نہین، بلکہ کافر ہین،

اس کتاب مین سب سے زیادہ غیظ وغضب کا اظہار طبقۂ علماء پر کیا گیا ہے، اور ان کو ہر عیب اور عمل
شنیع کا مورد قرار دیا گیا ہے، اور یہ شاید اس لئے کہ بانیِ مشرقیت کو اگر اپنے جھوٹے دعوون کی تکذیب کا
خوف تھا، تو اسی جماعت حقہ سے،

مشرقی صاحب سے سوال یہ ہے کہ جن اصول عشرہ کو وہ اصل اسلام جانتے ہین کیا وہ ایمانیات
اور عبادات اور دیگر اعمال صالحہ کے ساتھ جمع ہو سکتے ہین؟ اگر ہو سکتے ہین تو ان کی نفی وانکار کی حاجت
کیا تھی؟ اور اگر جمع نہین ہو سکتے تو مسلمانون کی اُس ترقی وسعادت کے عہد مین جس کو آپ سعادت وترقی

سمجھے ہین کیا مسلمان ان ایمانیات وعبادات واعمال صالحہ سے خالی تھے؟

بات یہ ہے کہ اس مشرقیت کی ایجاد تمامتر موجودہ یورپ کو سامنے رکھ کر کی گئی ہے، انھون نے
دیکھا کہ اہل یورپ آج تمام دنیا مین سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور دولت مند اقوام ہین، با این ہمہ وہ ایمان
کے لحاظ سے تمامتر ملحد اور عمل کے لحاظ سے ذاتی اعمال صالحہ اور عبادات سے خالی ہین تاہم ان کی
ترقی، تمول، عیش کوشی غرض جنتِ ارضی کے حصول مین یہ چیزین ان کی ہارج نہین، اس کا سبب ان کو یہ
نظر آیا کہ اس ایمانی وعملی الحاد کے باوجود ان مین چند باتین عموماً پائی جاتی ہین یعنی یہ کہ ان مین باہمی محبت،
اطاعت قومی، سائنس اور حکمیات وغیرہ علوم کا شوق اور بعض اصول ان مین پائے جاتے ہین، اس سے یہ
ثابت ہوا کہ یہی چند اصول اسلام کے دفعات ہین، باقی ہیچ!

اگر یہ منطق صحیح ہے تو ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ چونکہ اہل یورپ کوٹ پتلون پہنتے، اور ہیٹ لگاتے ہین،
کتون کو چومتے اور چاٹتے ہین، ازالۂ نجاست کے بغیر حوض مین غسل کرتے ہین، منہ نہین دھوتے،
دانت نہین صاف کرتے، کھانے کے بعد کلی نہین کرتے، کوچہ وبازار، باغ وچمن، سقف ودر پر ہر جگہ حیاسوز
اعمال مین مصروف پھرتے اور شراب مین مخمور رہتے ہین، اپنے سے ضعیف اقوام سے مکر وکید اور بدعہدی
ان کا شیوہ، اور اپنی ماتحت اقوام سے غرور تکبر اور اظہار فخر اون کا خلق ہے، اور حصول زر کے لئے ہر قسم کا
حیلہ وفن ان کے ہان جائز ہے، اس بنا پر حسب اصول مشرقیہ معلوم ہوا کہ یہی طرز لباس، یہی طریقہ
عمل، یہی نمونۂ اخلاق، جو ہر جگہ تمام اہل یورپ مین مساوی نظر آتا ہے، ان کی ان ظاہری ترقیات
کے اصلی اسباب ہین جنکی تقلید ہر ترقی خواہ مسلمان پر واجب ہے!

ہم نے جدید طبقۂ تعلیم کے بعینہ ایسے ہی افراد کو دیکھا، لیکن یہ تو نظر نہیں آیا کہ وہ اپنے دنیاوی آقاؤن کے ذرا بھی ہمرتبہ ثابت ہو سکے اور نہ یہ نظر آیا کہ انھون "جنتِ ارضی" کی کیا کیا سعادتین حاصل کین اور اس "فردوس زمین" کی کیا کیا نعمتین ان کو ملین، ان سے زیادہ بڑھکر تو اس جنتِ ارضی کے مالک اور اس فردوس زمین کے وارث ہم نے بمبئی و کلکتہ و کراچی کے مسلمان تاجرون کو پایا جو اس الحادِ قلبی و عملی سے تمام تر پاک و صاف ہین،

کہتے ہین کہ تاریخ اپنا آپ اعادہ کرتی رہتی ہے، جس طرح یونانی فلسفہ و حکمیات نے **باطنیہ** کو پیدا کیا تھا، آج ٹھیک اسی طرح یورپین فلسفہ و حکمیات جدید **باطنیہ** کو پیدا کر رہے ہین، یہ وہ لوگ ہین جو مذہب مین اپنی تسلی نہ پاکر اُس کے حدود و قیود کی زنجیرون کو اپنے پاؤن سے کاٹنا چاہتے ہین، مگر چونکہ تن تنہا اگر اس آزادی کی آب و ہوا مین آجائین تو "یوسفِ بے کاروان" کی مثل صادق آتی ہے، اس لئے ایک جماعت کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے ضرورت ہوئی کہ مذہب کی آڑ پکڑ کر اور اس کے قالب مین غیر اصلی روح کو چھپاکر دوسرون کو دعوت دین اور کامیابی کا انتظار کرین،

باطنیۂ قدیم یعنی اسماعیلیہ، باطنیۂ ایران جدید یعنی بابیہ و بہائیہ اور باطنیۂ ہند جنکا ابھی کوئی نام نہین ہے سب اسی ایک اصل کے فروع ہین، کہ اپنے اصل الحاد فلسفیانہ کو مذہب کے پردہ مین چھپاکر خلق کو ضلالت و گمراہی کی دعوت دیتے ہین، کبھی نماز کے اوقات کم کئے جاتے ہین، کبھی ارکان نماز مین تخفیف کی جاتی ہے، کبھی نماز و صلواۃ کے معنی کی تحریف کی جاتی ہے کہ اس سے مقصود محض امام و امیر کی اطاعت ہے، روزہ نام امام و امیر کے اسرار کی حفاظت کا ہے، زکواۃ نام امام و امیر کی مالی خدمت کا ہے، حج نام امام و امیر کے محل اقامت کی زیارت کا ہے، انبیاء نے محض عوام کی خاطر مصالح کو پیش نظر رکھکر اصل حقیقت کو

ظاہر نہین کیا، اور فقدس جھوٹ کے وہ مرتکب ہوئے، ورنہ اصل حقیقت وہی ہے جو افلاطون و ارسطو نے اور یا اس عہد کے حکمائے زمانہ نے ظاہر کی ہے،

اگر دراصل مذہب کی یہی حقیقت ہے، اور مذہب کے ظاہری قیود اسی قدر بے معنی ہین اور ایجابیات اسی درجہ فضول ہین، تو خدا، القرآن، کتاب الٰہی، نبوت اور مذہب کا پردہ ہی کیون رکھا جاتا ہے؟ صاف صاف اور کھلم کھلا مسٹر ظریف کی طرح الحاد و بیدینی اور مذاہب کی بیخ کنی ہی کا وعظ کیون نہ کیا جائے، آج ہارون و مہدی یا ملک شاہ و سنجر کی تلوار نہین جس کا خوف کیا جائے، آزادی کا دور ہے محتسب کا ڈر نہین، عدل برطانی کسی مذہب مین دخل انداز نہین پھر تستّر اور تقیہ اور تبدیل ہیئت کی ضرورت کیا داعی ہے؟

جو گنہ کیجئے ثواب ہے آج،

اخبارات مین ہمارے دوست مولوی عبد الماجد صاحب بی۔ اے یا معارف مین بعض ارکان دار المصنفین کے جو مضامین سود پر نکل رہے ہین، ان کے متعلق اخبار مدینہ کا یہ مشورہ ہے کہ جب ان سے کسی ایک مسلمان نے بھی سود لینا نہین چھوڑا تو ان تحریرون سے فائدہ کیا؟ ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہین کہ مدینہ کے ارکان ادارت کو یہ علم غیب کیون کر حاصل ہوا کہ ان تحریرون کا اس بدبخت گروہ پر کوئی اثر نہ ہوا، اور ایک بھی بھولا بھٹکا مسلمان اس سے ہدایت یاب نہ ہوا، اور نہ کسی نے ان کو پڑھ کر اپنے خیالات تبدیل کئے کیا وہ یہ چاہتے تھے کہ ایسے تمام مسلمان جنھون نے ان تحریرون سے کچھ بھی فائدہ اٹھایا ہو وہ اپنے خیالات کی اطلاع مدینہ کی ادارت مین بھیج دیتے اور چونکہ ایسا نہین ہوا، اس لئے یہ حقیقت بھی صحیح نہین،

اور اگر فرض کر لیجئے کہ ایک بھی سود خوار مسلمان نے بھی ان سے فائدہ نہین اٹھایا، تو کیا صرف

اس لئے کہ کوئی ان نصیحتون کو قبول نہین کرتا، آج سے نصیحتون کا دروازہ بند کر دیا جائے، اگر یہ صحیح ہے تو پھر ان تمام اخبارات کو بند کر دینا چاہئے جنکی صحیح دعوتون پر قوم لبیک نہین کر رہی ہے، آج سے سچائی کا دعظ اس لئے چھوڑ دینا چاہئے، کہ عدالتون مین اسکی شنوائی نہین، سوراج کی پکار اس لئے بند کر دینی چاہئے کہ معتدلین پر وہ موثر نہین، تعلیم کی دعوت ایجوکیشنل کانفرنس کو روک دینا چاہئے کہ جہلاء قوم اسکی طرف ملتفت نہین، غرض امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ یک قلم آج سے موقوف کر دینا چاہئے،

مقالات

ہندوستان مین اسلام کی اشاعت کیونکر ہوئی،

(۳)

ہمنے پچھلی ملاقات مین اپنے ناظرین کو **سندھ** کے علاقہ مین چھوڑا تھا اور آج ہم پھر ان کو وہین کی کچھ سیر کرانا چاہتے ہین، محمد بن قاسم کی فتوحات ۹۳ھ مین اور اس کے بعد ہوئی تھین، یہ زمانہ خلیفہ ولید بن عبدالملک کا تھا، اس کے بعد ۹۶ھ مین سلیمان بن عبدالملک خلیفہ ہوا، اور ۹۹ھ مین اسنے وفات پائی، اور حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے، جنھون نے ۱۰۱ھ مین اس عالم کو وداع کہا، اسی سے فرشتہ وغیرہ ان مصنفین کی غلط بیانی ثابت ہوتی ہے جنھون نے یہ لکھا ہے کہ خلیفہ عبدالملک نے قاسم کو سندھ سے پکڑوا کر اس بیٹے با نواع عقوبت قتل کر ڈالا، کہ قاسم نے راجہ داہر کی جن لڑکیون کو حرم سرائے خلافت کے لئے بھیجا تھا، انھون نے قاسم سے انتقام لینے کے لیے عبدالملک سے جا کر یہ جھوٹی شکایت کی کہ اے خلیفہ اب تیرے کام کی نہین، کہ قاسم اس سے پہلے ہماری عصمت دری کر چکا ہے، یہ سنکر خلیفہ برہم ہوا، اور اس نے حکم دیا کہ قاسم گرفتار کر کے لایا جائے اور اس کا سر اوسکی اس جرأت کے پاداش مین قلم کیا جائے، بلاذری طبری وغیرہ عرب مورخین نے اس واقعہ کا ذکر تک نہین کیا ہے، سندھ عبدالملک کے بعد فتح ہوا ہے، اور قاسم سلیمان کے حکم سے گرفتار ہوا ہے اور اسکی وجہ یہ تھی کہ حجاج کی اس سازش مین کہ سلیمان خلیفہ نہ ہو قاسم بھی

پہلے زمانہ مین ایک بادشاہ کی تبدیل مذہب کا جو اثر رعایا پر پڑتا تھا وہ سب کو معلوم ہی، اس بناپر ان راجاؤن کے قبول اسلام سے اونکی رعایا مین اسلام کی خاطر خواہ اشاعت ہوئی ہوگی،

سنہ ۱۰۷ھ مین خالد قسری عراق کا والی اور اُنکی طرف سے جنید سندھ کا نائب مقرر ہوا، جنید نے سنہ ۱۰۷ مین کسی غرض سے چاہا کہ ایک فوج لیکر جے شیا کے ملک کو عبور کرے، راجہ کو خوف ہوا کہ وہ کہین اس بہانہ سے ہمارے ملک پر قبضہ نہ کرے، اس لیے اس نے آگے بڑھکر روکا اور کہا، کہ "ہم لوگ مسلمان ہین، اور مجھے اس مرد صالح (عمر بن عبدالعزیز) نے یہان کا والی بنا دیا تھا،" آخر طرفین نے ضمانت پیش کی، پھر مورخین لکھتے ہین کہ راجہ مرتد ہو کر لڑنے پر آمادہ ہو گیا اور باہمی ضمانتین ایک دوسرے کو واپس کر دین، راجہ گرفتار ہو کر مارا گیا، اس کے بھائی چچ نے چاہا کہ کسی طرح وہ بچکر عراق نکل جائے اور وہان خالد کے سامنے اپنا مقدمہ اور جنید کی غداری کا واقعہ پیش کرے، جنید نے اسکو بھی دھوکے سے قتل[1] کر ڈالا،

میرا خیال ہی کہ نفس راجہ کے لڑنے سے اوس کے کفر و ارتداد پر استدلال صحیح نہین ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو چچ کو کسی طرح عراق جاکر اپنا مقدمہ پیش کرنے کی جرأت نہ ہو سکتی، بلکہ جنید نے اپنی کاروائی کو صحیح ثابت کرنے کے لیے یہ اختراع کیا ہوگا، واقعہ یہ ہوگا جیسا کہ اس قسم کے واقعات حضرت عمر بن عبدالعزیز کے بعد دوسرے اسلامی ملکون مین بھی پیش آئے، کہ ظالم امرا، اور حکام اس بناپر کہ غیر مسلمون کے مسلمان ہوجانے سے جزیہ کی رقم کم ہو جاتی ہی، ایسا کرتے تھے کہ وہ نومسلمون سے بھی جزیہ کا مطالبہ کیا کرتے تھے، حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے زمانۂ حکومت مین اس رسم خلاف شریعت کا قطعی سد باب کر دیا تھا، اس پر افسرون نے شکایت کی کہ خزانہ خالی ہو رہا ہی، آپ نے جواب مین لکھا کہ "محمد رسول اللہ داعی اور ہادی بنکر آئے تھے، محصّل اور ٹکیس وصول کرنے والے بنکر نہین آئے تھے،" حضرت عمر

[1] کامل ابن اثیر وغیرہ واقعات سنہ ۱۰۷ھ

شریک تھا اور اس لیے سلیمان نے خلیفہ ہو کر شرکائے سازش کو پوری سزا دی، چونکہ فارسی تاریخون کی بدولت فتوحات سندھ کے سلسلہ مین یہ کہانی لوگون مین عام طور سے پھیلی ہی، اس لیے بعض رفقائے دار المصنفین کو ہم نے ہدایت کی ہی کہ وہ ایک مستقل مضمون مین اس واقعہ کی تنقید کرین،

بہرحال قاسم نے سلیمان کے عہد مین جب سندھ کو چھوڑا، تو وہان اسلام کو کافی رونق ہو چکی تھی، اور جیسا کہ پہلے بتایا جاچکا ہے وہان کے بودھون اور برہمنون دونون مین اسلام پھیلنا شروع ہو چکا تھا، سلیمان کے بعد جب حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے تو انھون نے قاسم کے ادھورے کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا چاہا، معلوم ہوگا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نہایت دیندار، زاہد، متقی، عادل اور منصف خلیفہ تھے، ان کے ڈھائی سالہ عہد مین اسلام کے دو تین برس کے لیے اپنی وہی پہلی رونق حاصل کر لی تھی، خلیفۂ اسلام کے عدل و انصاف اور زہد و اتقا، اور حسن سیرت کے افسانے ملک کے گوشہ گوشہ مین پھیلے ہوئے تھے، اور اسلام کی غیر مسلم رعایا اسلام کے اس زندہ پیکر کو دیکھکر اسکی طرف کھنچی چلی آتی تھی،

سندھ کی غیر مسلم رعایا بھی اسی اثر مین دبی تھی، اور اس کشش سے کھنچکر حلقۂ اسلام مین داخل ہوتی چلی جاتی تھی، خود خلیفہ نے سندھ کے راجاؤن کے نام خطوط لکھے جنمین اونکو اسلام کی دعوت دی، اس تحریک کو کامیابی حاصل ہوئی، اور بعض راجاؤن نے خوشی خوشی اسلام کو قبول کیا بلاذری (صفحہ ۴۴۱ طبع یورپ) اور کامل ابن اثیر (جلد ۵ صفحہ ۴ طبع یورپ) مین ہی۔

فکتب الی الملوک (ملوک السند)	حضرت عمر نے سندھ کے راجاؤن کو خطوط لکھے جن مین اونکو اسلام اور
یدعوهم الی الاسلام والطاعة علیٰ	طاعت کی دعوت دی اس شرط پر کہ انکو مالک بنا دیا جائیگا، اور اونکے
ان یملکهم ولهم ما لهم وعلیهم ما علیهم	مسلمانون کے تمام حقوق مساوی ہونگے اور ان لوگونکو اس سے پہلے حضرت
وقد کانت بلغتهم سیرته ومذهبه	عمر کے اخلاق اور مذہب کا حال معلوم ہو چکا تھا، تو داہر کا بیٹا جے شیا
فاسلم جیشیه والملوک وتسموا باسماء العرب	(یا جے شیا) اور دوسرے راجہ مسلمان ہو گئے، اور عربون کے سے نام انھون نے اپنے رکھے

بن عبدالعزیز کے ۱۰۱ھ مین وفات پانے کے بعد رفتہ رفتہ پھر دہی بدعت عود کرنے لگی، خالد القسری مشہور ہے کہ وہ دل سے مسلمان نہ تھا، اسکی مان نصرانیہ تھی اور اسکا خود میلان مجوسیت کی طرف تھا، ایسی حالت مین اوسکی ذات سے اسلام کو جو کچھ صدمہ نہ پہنچا ہو وہ کم ہے، اور آخر اسی لیے وہ ۱۲۰ھ مین معزول کیا گیا،

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے بعد خلفائے بنی امیہ مین سے کسی اور خلیفہ کا نام نہین معلوم جس نے ہندوستان مین اشاعت اسلام کی کوئی کوشش کی ہو، یا تو خود بخود اسلام نے اپنا راستہ آپ صاف کیا، یا طالبین حق نے خود آگے بڑھکر دستگیری کی خواہش کی، یا علماء، اور مشائخ اور تجار نے اپنا فریضۂ تبلیغ ادا کیا، تاہم سندھ مین اسلامی مرکز کے قیام نے اوس کے اطراف مین اسلام کی روشنی پہنچانے مین بڑا کام کیا، منصور کے عہد مین سندھ کا شہر گندھار فتح ہوا، اور وہان بتخانہ کے بجائے مسجد تعمیر ہوئی تو حکم الٰہی سے وہان بڑی سرسبزی ہوئی اور خوب غلہ پیدا ہوا تو وہان کے باشندے مسجد کو بڑی برکت کی چیز سمجھے اور اسکو متبرک قرار دے لیا[1]، بنو عباس کے عہد فرمانروائی کے ساتھ ساتھ اسلام مین عقلی معرکہ آرائیون نے نئے برگ و بار پیدا کیے اور مخالفین اسلام کے اعتراضات مین کتابین تصنیف ہونے لگین، اور سلطنت نے ہر طرح اس کام مین اون کی مدد کی،

علم کلام کا پہلا بانی واصل بن عطا ہی ۸۰ھ مین مدینہ منورہ مین پیدا ہوا اور ۱۳۱ھ مین وفات پائی، بصرہ جو ہندوستان کا بندر تھا، اُسکا مسکن تھا، اسلام کی پہنائے سلطنت مین جو غیر مسلم فلسفی فرقے تھے، ان مین ہندوستان کا فرقہ سمنیہ بھی تھا، پہلے پڑھ چکے ہو کہ عرب سمنیہ بودھ کے پیرو دن کو کہتے تھے، جو خدا کی مستقل ہستی کے قائل نہ تھے، جہم بن صفوان جو فرقہ جہمیہ کا بانی ہی، اس سے ان بودھ مت والون سے مناظرہ ہوا، بودھیون نے کہا کہ اشیاء کے علم و معرفت کے ذریعے تمھارے پاس صرف پانچ ہین، یعنی حواس خمسہ، یہ بتاؤ کہ تم کو اپنے خدا کا علم ان مین سے کس حاسہ کے ذریعہ سے ہوا، جہم نے کہا ان مین سے کسی سے نہین، بودھیون نے کہا تو تم خدا مجہول (نا معلوم) کے وجود پر یقین کیونکر رکھتے ہو؟ جہم کوئی جواب نہ دے سکا

[1] بلاذری طبع یورپ صفحہ ۴۴۶

اور اس نے واصل کو یہ اعتراض لکھکر بھیجدیا، واصل نے جواب مین لکھا کہ انسان کے پاس علم و معرفت کے ان پانچ ذریعون کے علاوہ ایک چھٹا ذریعہ بھی موجود ہی، اور وہ **دلیل** ہے، ان سے پوچھو کہ دیوانہ اور ہشیار مین، زندہ اور مردہ مین کوئی فرق ہی یا نہین، ہان کہنے سے چارہ نہین، اور یہ فرق صرف دلیل سے معلوم ہوتا ہی"، جہم نے بھی یہی جواب جاکر بودھ والون کو دیا، اونھون نے کہا، یہ تمھارے دماغ کی بات نہین، جہم نے اقرار کیا اور انکو واصل کا پتہ دیا، چنانچہ یہ حق کے طالب واصل کے پاس گئے، اور اس سے گفتگو کی، اور اسلام کی حقانیت پر اوسکے دلائل سنکر مسلمان ہوگئے[1]،

سندھ کے راجاؤن کو جیسے جیسے اسلام سے واقفیت ہوتی جاتی تھی، ان کا میلان اوسکی طرف بڑھتا جاتا تھا، یہان تک کہ ہم کو ہندوستان کے ایک ایسے راجہ کا بھی علم ہی جسکو آنحضرت صلعم اور اہل بیت اطہار سے غایت درجہ عقیدت تھی، منصور عباسی کی خلافت مین جب سادات علویہ نے خروج کیا اور اونکو کچھ کچھ کامیابیان ہونے لگین، تو محمد علوی کے فرزند عبداللہ اشتر نے اپنے باپ کے حکم سے سندھ کا رُخ کیا، اس وقت سندھ مین عمر بن حفص ایک عرب والی تھا، اس نے عبداللہ الاشتر کا نہایت دھوم دھام سے استقبال کیا، اور سندھ مین عباسیون کے بجائے علویون کی حکومت کا اعلان ہو جانیوالا تھا، سپید علم بن چکے تھے کہ دفعتہً علویون کو شکست ہوئی، اور ساری تجویز خاک مین مل گئی، عبداللہ نے کہا کہ اے عمر! اب میری جان تمھارے ہاتھ مین ہے، عمر نے کہا، گھبرائیے نہین، یہان سندھ کے راجاؤن مین سے ایک بڑا راجہ ہے، جس کے پاس بڑی قوت ہی اور اس کے ساتھ وہ اشدُّ الناس تعظیماً لرسول اللہ صلعم ہی یعنی وہ آنحضرت صلعم کے ساتھ اوسکو نہایت سخت عقیدت ہی"، تم اس سے معاہدہ کرکے اس کے پاس چلے جاؤ، پھر تمھارا کوئی کچھ نہ بگاڑ سکے گا، چنانچہ عبداللہ نے ایسا ہی کیا، اُسنے

[1] شرح کتاب الملل والنحل یحیی زیدی، ترجمۂ واصل، تراجم معتزلہ کا یہ حصہ ڈاکٹر آرنلڈ نے ذکر المعتزلہ کے نام سے الگ رسالہ مین چھپوایا ہی، دیکھو رسالۂ مذکورہ صفحہ ۲۱ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد،

ان کو بڑی عزت و تکریم سے لیا، اور وہان وہ شاہانہ تزک و احتشام سے رہنے لگے، یہان تک کر رفتہ رفتہ ان کے چار سو طرفدار زیدی بھی اونکی خدمت مین چلے گیے، منصور کو یہ معلوم ہوا تو عمر کو سندھ کے مشرق سے ہٹا کر افریقہ کے مغرب مین والی بنا کر بھیجدیا، اور اہل بیت کی خاطر راجہ نے منصور جیسے پُرگو بادشاہ کی خفگی برداشت کی، عبدالله مع اپنے دس ہمراہیون کے اتفاقاً نئے والی کے ہاتھ گرفتار ہوگئے مگر ان کے سینکڑون ہمراہی غالباً وہین سکونت پذیر ہوگئے ہون،[1]

خلفائے عباسیہ کے آغاز عہد مین علما مین دو مقابل کے حریف گروہ تھے، ایک محدثین، جو اپنے عمل اور نمونہ سے لوگون مین دین کی روح پھونکتے تھے، اور دوسرے متکلمین جو اپنے زور بیان اور استدلال اور مخالفین کے معترضانہ خیالات کی تردید کرکے لوگون کو قبول حق کی دعوت دیتے تھے خلیفہ ہارون رشید پہلے گروہ کا حامی تھا، مگر اتفاقاً بعض واقعات ایسے پیش آئے جنھون نے ہارون کو بالآخر متکلمین کی طرف بھی ملتفت کردیا،

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ سندھ اور ہندوستان کے بودھی راجاؤن مین اسلام کی طرف جو رجحان پیدا ہو رہا تھا دربار کے بودھ پرست پنڈتون کو اسکی روک تھام کی بڑی فکر رہتی تھی منجملہ اونکے ایک راجہ کا ذکر ہے جس نے اپنا میلان اسلام کی طرف ظاہر کیا تھا اور اس کے دربار کے پنڈت نے سمجھانا چاہا، یہ واقعہ دو طریقون سے بیان کیا جاتا ہے، ایک یہ کہ پنڈت نے راجہ کو سمجھایا کہ یہ مذہب دلیل و برہان کا نہین، بلکہ صرف تلوار کی قوت سے پھیلتا ہے، چنانچہ راجہ نے ہارون رشید کو لکھا کہ تم ایک ایسے گروہ کے سردار ہو جو انصاف پسند نہین، وہ صرف تقلیدی مذہب رکھتے ہین اور تلوار سے غلبہ پاتے ہین، اگر تم کو اپنے مذہب کی صداقت کا یقین ہو تو کسی کو میرے پاس بھیجو جس سے مین مناظرہ کرون، اگر حق تمھاری طرف ہوا تو مین مسلمان ہوجاؤنگا، اور اگر میری طرف

[1] کامل ابن اثیر واقعات ۱۵۱ھ،

ہوا تو تم میرا مذہب قبول کرلو،"

ہارون نے یہ خط پاکر ایک محدث کو سندھ روانہ کیا، راجہ نے انکی خاطر مدارات کی، پنڈت نے راجہ کی طرف سے یہ سوال پیش کیا کہ بتاؤ تمھارا خدا قادر علی الاطلاق ہے یا نہین" محدث نے جواب دیا "بیشک ہے"، پنڈت نے کہا تو کیا وہ اس پر بھی قادر ہے کہ وہ اپنے مثل آپ پیدا کرے؟ اگر کر سکتا تو وہ قادر علی الاطلاق نہین ہوا" محدث صاحب نے یہ نفظی گورکھ دھندے سنکر کہا کہ یہ کلامی مباحث ہین جن مین پڑنا ہم بدعت سمجھتے ہین، پنڈت نے راجہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا، کہ حضور نے دیکھ لیا جو کچھ مین کہتا تھا، سچ تھا، راجہ نے ہارون رشید کو لکھا کہ پہلے تو صرف لوگ یہ کہتے تھے کہ اسلام دلیل کا مذہب نہین، اور مجھے ان کے کہنے کا یقین نہ تھا، اب تو بداہتہً معلوم ہوگیا کہ وہ جو کچھ کہتے ہین سچ کہتے ہین، اور مجھے یقین ہوگیا کہ تمھارا مذہب غلط ہے" ہارون کے پاس یہ خط پہنچا تو اس پر قیامت گذر گئی، اور نہایت دل تنگ ہوا، اور اہل دربار سے کہا کہ کیا "اب کوئی اس دین کا ایسا سپاہی نہین جو اسکی طرف سے لڑ سکے" لوگون نے عرض کی، کیون نہین، بہت ہین، پوچھا وہ کون ہین، جواب دیا وہی لوگ جنکو حضور نے دین مین بحث و جدال سے روکدیا ہے، اس نے اونکو حاضر ہونے کا حکم دیا، وہ آئے تو اس نے راجہ کا اعتراض ان کے سامنے پیش کیا، ایک نوعمر متکلم نے آگے بڑھکر کہا کہ یہ سوال ہی غلط ہے جو مخلوق ہوگا وہ حادث ہوگا، اور جو حادث ہوگا وہ قدیم کے مثل نہین ہو سکتا، اس لیے یہ سوال کہ خدا جو قدیم یعنی ازلی و ابدی ہے وہ اپنا مثل پیدا کر سکتا ہے یا نہین؟ ایسا ہے جیسے کوئی یہ سوال کرے کہ خدا اپنے کو عاجز یا جاہل بنا دینے پر قدرت رکھتا ہے یا نہین؟" خلیفہ اس نوعمر متکلم کا جواب سنکر بہت خوش ہوا، اور حکم دیا کہ اسی کو راجہ کے دربار مین بھیجا جائے، درباریون نے عرض کی کہ ممکن ہے کہ اور بھی مشکل سوالات وہان پیش ہون جنکا جواب یہ نوعمر نہ دے سکے اس لیے کسی تجربہ کار کو بھیجنا چاہئے، چنانچہ معمّر ایک مشہور متکلم کو اس غرض سے ہندوستان بھیجا گیا، پنڈت معمّر کی شہرت سُن چکا تھا اس لیے خیال کیا کہ اگر یہ صحیح و سالم راجہ تک پہنچ گیا تو پھر خیریت

نہین، اس لیے اوس نے راستہ ہی مین زہر دیکر معمّر کا کام تمام کرا دیا،[1]

اس واقعہ کی دوسری صورت بیان یہ ہی کہ ہندوستان کے بعض راجاؤن نے ہارون رشید کو لکھا کہ اپنے ہان سے کوئی اسلام کا عالم ہمارے یہان بھیجئے جو مجھے اس مذہب سے باخبر کرے اور ہمارے پنڈت سے مناظرہ کرے" ہارون نے ایک محدث کو بھیجا، پنڈت نے راستہ ہی مین کسی کو بھیج کر جانچ لیا، کہ یہ کس قابلیت کا آدمی ہی، محدث صاحب جب دربار مین پہنچے تو راجہ نے سب پنڈتون کو جمع کیا، ایک پنڈت نے پوچھا کہ تمھارے مذہب کی صداقت کی کیا دلیل ہی؟ محدث نے ایک سلسلۂ سند سے آنحضرت صلعم سے ایک حدیث بیان کی کہ یہ مذہب سچا ہی، پنڈت نے کہا تو تم نے اس شخص کو جس سے تم نے یہ قول نقل کیا، کیونکر جانا کہ وہ اپنے دعوائے نبوت مین صادق تھا، محدث صاحب نے اس کے ثبوت مین قرآن پاک کی چند آیتین تلاوت کین، پنڈت نے کہا تم نے کیونکر جانا کہ یہ خدا کا کلام ہے؟ محدث یہ طرز گفتگو سنکر خاموش ہو گیے، راجہ نے باعزاز تمام انکو واپس کیا، اور ہارون کو لکھا کہ کسی متکلم کو بھیجئے، جو اصل مذہب کی صداقت کی دلیلین پیش کر سکے' ہارون نے ابو خلدہ نام ایک متکلم کو بھیجا، پنڈت نے راستہ ہی مین اسکے پاس بھی آدمی بھیجکر امتحان کر لیا کہ یہ کس قابلیت کا آدمی ہی، اور ڈر کر اس نے راستہ ہی مین اسکو زہر دلوا دیا،[2]

اس واقعہ سے مجھے صرف یہ دکھانا تھا کہ اسلام ہندوستان مین آہستہ آہستہ اپنے اثرات پھیلا رہا تھا، اور لوگون مین یہ خیالات پیدا کر رہے تھے کہ آخر یہ مذہب کیا ہی؟ اور کہان تک یہ سچا ہے؟ غرض وہ بھی ہندوستان کے قابل وقعت مذاہب مین داخل ہو گیا، اور اسی لیے جب کبھی ہندوؤن نے مسلمانون کو سندھ کے کسی علاقہ سے بے دخل کیا تو اکثر مسجدون کا احترام قائم رکھا، اور وہان کے مسلمانون کے جمعہ جماعت مین خلل نہین ڈالا، مامون المتوفی ۲۱۸ھ کے عہد مین، ایک مسلمان افسر نے

[1] ذکر المعتزلہ یحییٰ زیدی، طبع حیدرآباد صفحہ ۳۲ [2] ایضاً صفحہ ۳۵،

سندان واقع کچھ کو فتح کر لیا اور تھوڑے ہی دنون کے بعد ہندوؤن نے اوسکو واپس لے لیا تو وہان کی مسجد کو علیٰ حالہ چھوڑ دیا، اور وہان مسلمانون کی ایک تعداد رہ گئی تھی جو اس مین نماز ادا کرتی تھی، اور خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھتی تھی[1].

ہارون رشید اور مامون کے زمانہ مین سندھ کے جو حکما، اور اطبا، بغداد گئے تھے، ان مین سے کو بہت سے اپنے آبائی مذہب پر قائم رہے ہین، مگر کم از کم ان مین سے ایک شخص صالح بن بہلہ ہندی نے یقیناً اسلام قبول کر لیا تھا آجکل لوگون نے صالح کے عربی نام کو الٹ پھیر کر کسی ہندی نام کے قریب کرنا چاہا ہے، کیونکہ اونکا خیال یہ ہی کہ یہ کسی ہندی نام کی بگڑی ہوئی شکل ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ اس نکتہ پر انکی نظر نہین پڑی کہ یہ خالص عربی نام ہی جو اس ہندی حکیم نے مسلمان ہو کر اختیار کیا تھا، ابن اصیبعہ نے طبقات الاطبا مین ابراہیم بن مہدی کے علاج مین صالح کی جو گفتگو نقل کی ہے وہ اس کے اسلام کی صاف دلیل ہی، صالح کہتا ہی: "اے امیر المومنین! تو امام ہے، اگر ایسا ہو تو صالح کے تمام غلام خدا کی راہ مین آزاد اور اسکی تمام سواریان خدا کی راہ مین وقف، اور اسکی **بیویون پر تین طلاقین** ہون"، کیا یہ کسی غیر مسلم کی گفتگو ہے؟[2] اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سندھ مین صرف عوام ہی نہین، بلکہ بڑے بڑے تو دان پنڈت بھی اسلام کے اثر سے متاثر تھے.

اس زمانہ مین مسلمانون مین صرف دینی اور ادبی علوم رائج تھے، قرآن، تفسیر، حدیث، فقہ، اور شعر و ادب، چنانچہ سندھ کے نو مسلمون نے ان فنون مین کامل دستگاہ پیدا کی، رجال کی کتابون مین سندھ کے متعدد علما، اور محدثین کے نام ملتے ہین، ابو معشر نجیح السندی سندھ کے ایک غلام زادہ تھے، اپنے آقاؤن کے ساتھ سندھ سے عرب گئے وہان آزادی پائی، اور مدینہ منورہ مین سکونت

[1] بلاذری یورپ صفحہ ۴۴۶ [2] طبقات الاطبا مصر، ج ۲ صفحہ ۳۲،

اختیار کی، کچھ دنون کے بعد لوگ سندھی بھول گیے اور مدنی یاد رہگئے، چنانچہ ابو معشر نجیح مدنی کہلاتے ہین، فن مغازی و سیر مین وہ کمال پیدا کیا کہ امام الفن کہلائے، زبان سے سندیت نہ گئی تھی، عربی مخارج ٹھیک ادا نہین کرسکتے تھے، تاہم شاگردون کا ٹھٹھ لگا رہتا تھا، ۱۷۰ھ مین جب وفات پائی تو خود خلیفہ ہارون رشید اس نو مسلم سندھی کی نماز جنازہ کا امام تھا،

ایک اور بزرگ رجاء السندھی ہین جو عرب کے بجائے ایران پہنچے اور اسفرائینی ہوکر مشہور ہوئے، یہ فن حدیث کے باکمال استاد تھے، مشہور محدث حاکم ان کے حق مین کہتے ہین، رکن من ارکان الحدیث، اور نہ صرف یہ خود بلکہ ان کے خاندان مین اور بہت سے حفاظ حدیث پیدا ہوئے، ۲۲۱ھ مین وفات پائی،

ابو عطاء السندی ایک ادیب گذرا ہے جس کے فضل و کمال ادبی کا شاہد صرف یہ واقعہ ہے کہ ابو تمام نے حماسہ مین ان کے عربی اشعار داخل کیے، سندھی بن شاہک ایک سندھی، بغداد پہنچکر بغداد کے پل پر فروکش ہوئے تھے، اونکی نسل سے کشاجم پیدا ہوا جو عربی کا مشہور شاعر گذرا ہے،

ابو نصر فتح بن عبداللہ السندی، ایک سندھی غلام تھے، تعلیم پاکر نکلے تو الفقیہ المتکلم بن گئے،[1]

خاص ہندوستان مین جہان اسلام کی سلطنت نہ بھی تھی، وہان مسلمان تاجر موجود تھے، اور وہ اپنے فرض سے غافل نہ تھے، ہندوستان مین کشمیر، ملتان اور کابل کے بیچ مین ایک شہر عیفان نام تھا (معلوم نہین اصل ہندی تلفظ کیا ہے؟ تاہم حدود کے لحاظ سے وہ پنجاب ہی کا کوئی شہر ہوسکتا ہے) وہان ایک بڑا بُدخانہ (بودھ خانہ یا بتخانہ) تھا جسکا وہان کا راجہ معتقد تھا، اور اسکے پجاریون کو وہ بہت کچھ نذرانے دیا کرتا تھا، اتفاق سے راجہ کا بیٹا بیمار پڑا، راجہ نے تمام پجاریون کو بلاکر کہا، کہ تم سب ملکر اس بڑے بت سے التجا کرو کہ وہ میرے بیٹے کو اچھا کردے، پجاری تھوڑی دیر کے بعد آئے اور اطلاع دی کہ ہم سب نے اس سے التجا کی، اور اس نے کہا ہے کہ یہ اچھا ہوجائیگا، لڑکا اس کے بعد ہی مرگیا، راجہ کو اپنے مذہب سے سخت نفرت ہوگئی، بتخانہ کو ڈھا دیا، بودھ کی

[1] دیکھو انساب سمعانی لفظ "سندی"

مورت کو توڑ دیا، پجاریون کو قتل کرڈالا، اور اس کے بعد اس کے ملک مین جو مسلمان تاجر تھے، انکو بلوایا، ان لوگون نے اس کے سامنے توحید پیش کی، راجہ مسلمان ہوگیا،[1] ناممکن ہے کہ اس واقعہ کا اثر اسکی رعایا پر نہ پڑا ہو، یہ واقعہ خلیفہ معتصم باللہ المتوفی ۲۲۷ھ کے عہد حکومت کا ہے،

اسی طرح اسلام آہستہ آہستہ اپنا راستہ آپ صاف کرتا جاتا تھا، سندھ مین سادندری ایک مقام تھا، خدا جانے اب ہے یا نہین، یہان کے باشندون نے محمد قاسم کے زمانہ مین اسلام نہین قبول کیا تھا، مگر ایک شرط پر ان سے صلح کرلی تھی، اور وہ یہ تھی کہ مسلمان جب ان کے پاس سے گذرین تو وہ انکی مہمانی کرین، اور راستہ بتادین، اس زمانہ کے ڈیڑھ سو برس کے بعد بلاذری لکھتا ہے کہ آج سادندری کے تمام باشندے مسلمان ہین[2]، بلاذری نے اپنی یہ کتاب (فتوح البلدان) ۲۵۵ھ مین لکھی تھی،

ہندی مین مذہب اسلام پر پہلا رسالہ

تیسری صدی کے آخر مین منصورہ سندھ کے پایہ تخت مین عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز حاکم تھا، کشمیر بالا اور کشمیر زیرین کے بیچ مین الرا کا راجہ تھا، جو ہندوستان کے تمام راجاؤن مین بڑا تھا، اوسکا نام مہردگ، اور اوسکے باپ کا نام رایگ تھا، ۲۷۰ھ مین اس نے منصورہ کے حاکم کو لکھا کہ میرے پاس کسی ایسے شخص کو بھیجدیجئے جو مجھے ہندی زبان مین شریعت اسلام اگر سمجھادے، منصورہ مین ایک عالم عراق کے باشندہ تھے جو نہایت ہشیار اور سمجھدار اور شاعر تھے، اور ہندوستان مین مدت تک رہ جانے کے باعث یہانکی زبانون کو اچھی طرح جانتے تھے، اور ان مین شعر تک کہتے تھے، عبداللہ حاکم منصورہ نے اونکو بلواکر راجہ کی خواہش سے انکو مطلع کیا، انھون نے ایک قصیدہ مین اسلام کے تمام ضروری مسائل کو لکھکر نظم کردیا، اور اسکو راجہ کے پاس بھیجدیا، راجہ یہ قصیدہ سنکر بہت خوش ہو

[1] بلاذری صفحہ ۴۴۶، [2] بلاذری صفحہ ۴۳۹،

اور عبداللہ کو لکھا کہ اس قصیدہ کے مصنف کو اوس کے پاس بھیجدیا، چنانچہ وہ عراقی عالم گیے اور تین برس راجہ کی خدمت مین رہے، جب وہ لوٹکر آئے تو عبداللہ نے راجہ کا حال پوچھا، اونھون نے اس کے حالات بیان کیے، اور کہا کہ مین نے اوسکو اس حال مین چھوڑا ہے کہ وہ دل اور زبان دونون سے مسلمان ہوچکا تھا، لیکن حکومت چھن جانے کے خوف سے وہ برملا اپنے اسلام کا اعلان نہین کرتا،

ہندی مین قرآن مجید کا پہلا ترجمہ

اونھون نے بیان کیا کہ:- راجہ نے مجھ سے خواہش کی کہ ہندی زبان مین مین اوسکو قرآن پاک کا ترجمہ سنایا کرون، چنانچہ سورہ یٰسین (بائیسوان پارہ) تک مین نے اوسکو ہندی مین ترجمہ کرکرکے سنایا، ایک دفعہ قرآن کی یہ آیت آئی،

قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ قُلْ — کہنے لگا کون ان سڑی گلی ہڈیون مین پھر جان ڈالے گا

يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ — کہدے وہی ان مین جان ڈالے گا جس نے اونکو پہلے

بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ — پیدا کیا، اور وہ سب بنانا جانتا ہو،

جب مین نے راجہ کو اس آیت کا ترجمہ سنایا، تو وہ ایک سونے کے تخت پر جس مین بیش قیمت جواہرات لگے تھے بیٹھا تھا، اس نے سنکر کہا، پھر اسکو دہرانا، مین نے پھر دہرایا وہ دفعۃً تخت سے اترا، اور چند قدم چلکر ایک نم زمین پر جو پانی چھڑکنے سے تر تھی، اپنے گال رکھ دیے، اور خوب رویا یہان تک کہ اس کا چہرہ مٹی مین خاک آلودہ ہوگیا، اور بے اختیار بول اٹھا کہ یہی وہ پہلا اور ازلی معبود ہے، جسکا ساکوئی نہین"، اونھون نے کہا کہ راجہ نے ایک گھر بنالیا ہو اور یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ اس مین ایک خاص غرض کے لیے تنہائی چاہتا ہو، اور وہ اس مین چھپکر نماز پڑھا کرتا ہی،

[1] عجائب الہند، بزرگ بن شہریار ناخدا مصنفہ ۳۰۰ھ، طبع لیڈن صفحہ ۲،

تیسری صدی جب ختم ہورہی تھی، اور چوتھی صدی کا آغاز تھا تو عراق کا سیاح مسعودی سندھ اور ملتان مین داخل ہوا تھا، اس وقت سندھ کے تمام سیاسی روابط اور تعلقات بغداد کی مرکزی حکومت سے منقطع ہوچکے تھے، اور خود سندھ مین عربونکی دو تین خودمختار ریاستین پیدا ہوگئی تھین، اور باقی اسلامی مفتوحات پر ہندو راجہ دوبارہ قابض ہوگیے تھے، مگر وہ مسلمانون کے مذہبی رسوم سے تعرض نہین کرتے تھے لیکن اونکی سیاسی معرکہ آرائیان قائم رہتی تھین، وہ **قنوج** کی سلطنت کا ذکر کرتا ہی، اور اس کے حدود یہ بتاتا ہو کہ شمال مین ملتان، اور جنوب مین مانگیر (دکن) اور کہتا ہو کہ اس سلطنت کے شمال مین امیر ملتان اور جو اس کے ساتھ مسلمان ہین ان سے لڑائی رہتی ہی،

"ملتان مین نبو اسامہ بن لوئی بن غالب ایک عرب قریشی خاندان کی حکومت ہو، اس کے پاس بڑی فوج، اور قوت مدافعت ہو، اور یہ مسلمانون کی سرحدون مین سے ایک سرحد ہو، اور اس سلطنت مین ایک لاکھ کے قریب گاؤن آباد ہین، یہان ہندوؤن کا ایک بڑا بتخانہ ہو جسکی زیارت کو دور دور سے ہندو آیا کرتے ہین، اور اس پر نذر ونیاز چڑھایا کرتے ہین، اور بڑی دولت اس مین جمع ہوا کرتی ہی، جب کوئی راجہ ملتان پر حملہ کی تیاری کرتا ہے، تو امیر ملتان دھمکی دیتا ہو کہ تم حملہ کروگے تو مین بتخانہ تباہ کردونگا اس ڈر سے حملہ آور واپس چلے جاتے ہین،"

اوس کا بیان ہو کہ سندھ مین بھی اس وقت ایک اسلامی ریاست قائم ہے جسکا صدر مقام منصورہ ہے، اور میرے جانے کے وقت عمر بن عبداللہ (یہی وہی عبداللہ ہے، جس نے راجہ الرا کے پاس عراقی عالم کو بھیجا تھا) حکمران تھا، اور اسی کے دربار مین ایک اور عرب امیر اور وہان کے بادشاہون مین سے ایک بادشاہ حمزہ سے بھی ملاقات ہوئی، یہان سادات علوین کی بڑی تعداد آباد ہے اور بھی عرب اور اسلام کے بعض مشہور خاندان آباد ہین، منصورہ کا شاہی خاندان نبو عمر بن عبدالعزیز کہلاتا ہے، یہ عمر بن عبدالعزیز اموی نہین بلکہ یہ ہبار بن اسود قرشی کی نسل سے عمر بن عبدالعزیز

کی اولاد ہیں[1]"

سنہ ۳۰۳ھ مین وہ کھمبائت بھی جاتا ہو، جہان مسلمانون کی معتد بہ آبادی تھی، اور جہان کا راجہ مناظرہ کا بڑا شایق تھا اور جب کوئی مسلمان اس کے پاس پہنچتا تھا تو اس سے مباحثہ کرتا تھا[2]،

مسعودی کے تقریبا ۵۰ برس کے بعد بشاری مقدسی، بیت المقدس کا ایک مسلمان عالم حسب ذیل کی سیاحت کو آتا ہے، ۳۷۵ھ کے گرد وپیش مین وہ اپنا سفرنامہ ترتیب دیتا ہو، وہ سندھ کی مملکت کو کئی حصون مین منقسم پاتا ہو، وہ اسکی آس پاس کی سلطنتون کا بھی ذکر کرتا ہو، ملتان اور منصورہ کی اسلامی ریاستین بدستور قائم تھین، صرف اس قدر فرق ہو کہ ملتان کی اسلامی ریاست کا مذہب اسماعیلی شیعہ تھا، جس کے تعلقات براہ راست مصر کی اسماعیلی فاطمی خلفا کے ساتھ قائم تھے، اور منصورہ کے بادشاہ اہل سنت تھے، اور جو خلفائے بغداد کے نام کا خطبہ پڑھتے تھے، بشاری مقدسی نے بھی ملتان کے بتخانہ کا ذکر کیا ہے، اور اسکی مورت کی جو کیفیت لکھی ہو اس سے اس مین کوئی شک نہین رہتا کہ یہ بودھ کی مورت تھی، اور یہ بودھون کا معبد تھا،

بشاری ویہند نام ایک شہر کا نام لیتا ہو، اور اسکی بڑی تعریف کرتا ہو، ابو الفدا ابیرونی کے حوالہ سے تقویم البلدان مین ویہند کی نسبت لکھتا ہو کہ "یہ گندھار کا پایۂ تخت ہو اور یہ وادی سندھ مین واقع ہے" اور ادریسی کے حوالہ سے لکھتا ہو کہ گندھار اور نہروالہ (قریب احمد اباد گجرات) کے درمیان ۵ منزلون کی مسافت ہے، ونسینٹ آرتھر اسمتھ صاحب دی ارلی ہسٹری آف انڈیا (جلد اول صفحہ ۳۴۵) مین او ہند نام دار السلطنت کو دریائے سندھ پر جگہ دیتے مین، اور لکھتے ہین کہ مسلمانون کے ۸۷۰ء مین کابل فتح کر لینے کے بعد دار السلطنت او ہند کو منتقل ہو گیا جو دریائے سندھ پر واقع تھا، اور یہ ہندو شاہیہ خاندان کا پایہ تخت ہوا، بہرحال چوتھی صدی کے آخر مین بشاری کا بیان ہو کہ یہان گو آبادی کا بڑا حصہ غیر مسلم

[1] مروج الذہب مسعودی جلد اول یورپ صفحہ ۳۷۷، ۳۷۲، [2] ایضاً صفحہ ۲۵۴،

ہے، مگر یہان تھوڑی سی تعداد مسلمانون کی بھی ہو، اور انکی الگ ایک ریاست ہو[1]،

قنوج جس سے مراد غالباً وہ شمالی ہند کی پوری سلطنت ہو، جسکا پایۂ تخت قنوج تھا، اور جس کے حدود اس زمانہ مین کشمیر، پنجاب، سندھ اور گجرات تک پھیلے تھے، بشاری کہتا ہو، یہان بھی مسلمانون کی خاصی تعداد ہو، سلطنت گو ہندؤن کی ہو، اور غلبہ انھین کو حاصل ہو، مگر ایک چھوٹی سی الگ ریاست مسلمانون کی بھی ہو[2]، پھر لکھتا ہو یہان **گوشت** بہت ملتا ہو، اور بہت سستا ملتا ہو، یہان **مسلمانون** کی زیادہ تر غذا گیہون ہو، اور یہان علماء اور (مسلمان) معززین بھی ہین، اور جامع مسجد بھی ہو جو شہر پناہ کے اندر واقع ہو[3]"

منصورہ کی نسبت لکھتا ہو کہ "یہ سندھ کا پایہ تخت ہو، دمشق کے مثل ہو،.... جامع مسجد بہت بڑی ہے، جو پتھر اور اینٹ سے بنی ہو، جیسی عمان کی جامع مسجد ہو، سال کے ستون ہین، اور چار دروازے ہین،.... یہان کے باشندون مین اسلام کو بڑی تازگی حاصل ہو، اور علم بھی ہے، آبادی بہت ہو، تجارت کی گرم بازاری ہے..... غالب تعداد کفار کی ہو،" دیبل (موجودہ کراچی) مین بھی وہ مسلمانون کی تعداد کم بتاتا ہو، اسی طرح تنبلی کی نسبت بھی کہتا ہو کہ "یہان مسلمانون کی تعداد تھوڑی ہو[4]، وزیر بہیمی جس نے چوتھی صدی مین اپنا جغرافیہ لکھا ہو، اس نے سندھ کے شہرون مین **بیرون** نام شہر کو جو دیبل اور منصورہ کے بیچ مین تھا، اور منصورہ سے ۱۵ فرسنگ دور تھا خالص اسلامی آبادی بتایا ہو، اور لکھا ہے کہ "یہان کے باشندے مسلمان ہین[5] بعض لوگ مشہور مسلمان فلسفی اور ریاضی دان بیرونی جو بو علی سینا کا ہم پلہ تھا اور جس نے ہندؤن کے علوم پر سب سے مستند کتاب لکھی ہے اور سنسکرت کا بڑا عالم تھا یہین کا رہنے والا بتاتے ہین[6]

[1] احسن التقاسیم لمعرفۃ الاقالیم بشاری مطبوعہ لیڈن صفحہ ۴۸۰، [2] ایضاً صفحہ مذکورہ، [3] ایضاً صفحہ ۴۷۹ [4] ایضاً صفحہ ۴۷۹، [5] تقویم البلدان ابو الفداء ص ۳۴۸، طبع یورپ.

عام سندھ کی مذہبی حیثیت کی نسبت بشاری کا بیان ہو کہ،

"یہان کی عام رعایا بت پرست ہو، یہان واعظون کا نام ونشان نہین، اور نہ وعظ گوئی کی یہان اہمیت ہو، یہان کے مسلمان عام طور سے اہلحدیث ہین، یہان کے قاضی ابو محمد منصوری کو مین نے داؤدی مذہب (ظاہری) کا پیرو پایا، یہ اپنے مذہب کے امام تھے اور یہ درس بھی دیتے تھے، اور انکی چند تصنیفین بھی ہین، اور ملتان کے لوگ شیعہ ہین . . . . با این ہمہ ملک دوسرے فقہاء کے پیروون سے خالی نہین ہو، امام ابو حنیفہ کے پیرو شہرون مین پائے جاتے ہین، لیکن یہان مالکی، حنبلی اور معتزلہ نہین ہین، ان کے عقائد اور طریقے اچھے ہین[1]"۔

قصدار یا قزدار نام ایک مشہور شہر ہندوستان کی افغانی سرحد پر ملتان سے ۲۰ منزل کی مسافت پر واقع تھا، محمود غزنوی نے چوتھی صدی کے اختتام پر اسکو فتح کیا، لیکن محمودی فتوحات سے پہلے د[ه] شہر محمدی فتوحات مین داخل ہو چکا تھا، غالباً چوتھی صدی کے وسط مین ایک معتزلی متکلم و مناظر ابو الحسن علی بن لطیف جب یہان پہنچے ہین تو انھون نے دیکھا کہ یہان خارجی مسلمانون کی بڑی آبادی ہو، انکی مسجد بھی ہو بعض اہل حرفہ بھی ... خوارج کا ایک امام بھی ہو، شہر مین بڑا امان ہو، چوری کا نام و نشان نہین[2]،

ان اقتباسات سے ظاہر ہو گا کہ اس سے پہلے کہ محمود غزنوی کی تلوار ہندوستان کی فضا مین غیظ و غضب کی بجلی بنکر گرے، ہندوستان کے متعدد گوشے اسلام کے نور سے روشن ہو چکے تھے، اور اسلامی تمدن، اسلامی مذاہب، اسلامی طور طریقے پھیل چکے تھے، یہان تک کہ ان مین فرقہ بندیان شروع ہو گئی تھین اور اسلام کا یہان کے معتبر او مستند مذاہب مین شمار ہونے لگا تھا، اور مسلمانون کی تعداد کسی قدر کم سہی، مگر اس کا [دائرہ] سندھ سے لیکر ایک طرف قنوج تک اور دوسری طرف ملتان کشمیر اور قصدار تک پھیل چکا تھا، اور یہان کے [لوگون] مین انکی طرف خاصہ میلان پیدا ہو گیا تھا،

(باقی)

[1] بشاری ص ۴۸۱ [2] معجم البلدان یاقوت رومی جلد ۷، صفحہ ۷، ، مصر

تحریم سود
اور
اوس کے علل و اسباب
رباء الفضل

(۳)

از

مولینا عبد السلام ندوی

گذشتہ دو مضمونون مین جو بحث گذری وہ صرف ربا نسیہ سے تعلق رکھتی ہے، جسمین داد و ستد کا معاملہ بطور قرض اور اُدھار کے ہوتا ہے، لیکن اس کے علاوہ شریعت مین ایک دوسری قسم کا سود بھی ہے جو چند اشیاء کے باہمی خرید و فروخت سے تعلق رکھتا ہے اور اُس کو فقہاء کی اصطلاح مین ربا الفضل کہتے ہین،

جہان تک احادیث کا تعلق ہے صرف سونے چاندی، گیہون، جو، کھجور، اور نمک کے متعلق اس سود کی ممانعت آئی ہے، اور اُن کے خرید و فروخت کے متعلق حسب ذیل شرائط لگائے گئے ہین،

(۱) ان مین باہم مماثلت ہو یعنی وہ جودت و ردائت مین یکسان ہون،

(۲) ان کے وزن یا پیمانے مین مساوات ہو،

(۳) دونون کا قبضہ ساتھ ساتھ ہو یعنی ایک ہاتھ سے لیا جا ے اور دوسرے ہاتھ سے دیا جائے،

داود ظاہری کے نزدیک یہ سود صرف انھین چیزون تک محدود ہے، لیکن فقہاء نے قیاساً ان کے ساتھ اور چیزون کو بھی شامل کر لیا ہے اس لئے اس سود کا دائرہ نہایت وسیع ہو گیا ہے اور مجوزین سود کے دلائل اور حیل کا تعلق بھی زیادہ تر اسی سود کے ساتھ ہے، اس لئے اُن کے دلائل

وحیل پر بحث کرنے سے پہلے نقلاً وعقلاً اس پر بحث کر لینا نہایت ضروری ہے،

عہد رسالت مین اگرچہ ربا نسیہ کی طرح اس سود کی حرمت کا عام اعلان نہین کیا گیا تاہم صحیح بالخصوص مسلم وبخاری مین بہ حدیثین مختلف طرق سے مروی ہین، اور اُن کے رواۃ مین بعض صحابہ ایسے شامل ہین جو عموماً اس قسم کی بیع وشرا کرتے تھے اور بعض صحابہ کو آپنے عملاً اس قسم کے موقعون پر ٹوکا تھا، چنانچہ اسکی حرمت کے متعلق جو حدیثین وارد ہوئی ہین وہ حسب ذیل ہین،

عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تبیعوا الذہب بالذہب الا مثلاً بمثل ولا تشفوا بعضہا علی بعض ولا تبیعوا الورق بالورق الا مثلاً بمثل ولا تشفوا بعضہا علی بعض ولا تبیعوا منہا غائباً بناجز،

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ سونے کو سونے سے نہ بیچو مگر مثلاً بمثل اور ایک کو دوسرے پر زیادہ نہ کرو اور چاندی کو چاندی سے نہ بیچو مگر مثلاً بمثل اور ایک کو دوسرے پر زیادہ نہ کرو اور ان کے نسیہ کو نقد کے ساتھ نہ فروخت کرو،

عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تبیعوا الذہب بالذہب ولا الورق بالورق الا وزناً بوزن مثلاً بمثل سواء بسواء،

حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ سونے کو سونے کے ساتھ اور چاندی کو چاندی کے ساتھ نہ فروخت کرو مگر ہموزن، مثلاً بمثل اور برابر برابر،

عن عثمان ابن عفان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تبیعوا الدینار بالدینارین ولا الدرہم بالدرہمین،

حضرت عثمان بن عفانؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک دینار کو دو دینار کے ساتھ اور ایک درہم کو دو درہم کے ساتھ نہ بیچو،

ایک موقع پر ایک صحابی نے حضرت عمرؓ کے سامنے ایک شخص سے سونا خریدا اور کہا کہ پلٹ کر آؤ ہمارا خادم آتا ہے تو ہم تم کو اس کے بدلے چاندی دیدین گے حضرت عمرؓ نے فوراً ٹوکا کہ

فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الورق

آپنے فرمایا ہے کہ چاندی سونے کے بدلے مین، گیہون گیہون

بالذہب ربا الا ہاء وہاء والبر بالبر ربا الا ہاء وہاء والشعیر بالشعیر ربا الا ہاء وہاء والتمر بالتمر ربا الا ہاء وہاء،

کے بدلے مین، جو جو کے بدلے مین، کھجور کھجور کے بدلے مین سود ہے بجز اُس صورت کے کہ ایک ہاتھ سے لیا اور ایک ہاتھ سے دیا جائے،

عن عبادۃ بن الصامت قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذہب بالذہب والفضۃ بالفضۃ والبر بالبر والشعیر بالشعیر والتمر بالتمر والملح بالملح مثلاً بمثل سواء بسواء یداً بید فاذا اختلفت ہذہ الاصناف فبیعوا کیف شئتم اذا کان یداً بید،

حضرت عبادہ بن صامتؓ سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا کہ سونے کو سونے کے، چاندی کو چاندی کے، گیہون کو گیہون کے، کھجور کو کھجور کے، نمک کو نمک کے بدلے مین اس شرط کے ساتھ فروخت کیا جا سکتا ہو کہ باہم مثل بمثل ہون برابر برابر ہون، ایک ساتھ دونون کا قبضہ کیا جائے لیکن جب ان اصناف مین اختلاف ہو جائے تو جس طرح چاہو بیع وشرا کرو بشرطیکہ ایک ہاتھ سے لینا اور ایک ہاتھ سے دینا ہو،

عن ابی بکرۃ نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الفضۃ بالفضۃ والذہب بالذہب الا سواء بسواء وامرنا ان نشتری الفضۃ بالذہب کیف شئنا ونشتری الذہب بالفضۃ کیف شئنا یداً بید،

حضرت ابوبکرہ سے مروی ہے کہ آپنے چاندی کی چاندی کے ساتھ اور سونے کی سونے کے ساتھ بیع وشرا کرنے سے روکا مگر یہ کہ وہ برابر برابر ہون، اور ہمکو حکم دیا کہ چاندی کو سونے کے ساتھ اور سونے کو چاندی کے ساتھ جس طرح چاہین خریدین بشرطیکہ ایک ہاتھ سے لینا اور ایک ہاتھ سے دینا ہو،

ان ابا ہریرۃ وابا سعید الخدری حدثا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث اخا بنی عدی الانصاری فاستعملہ علی خیبر

حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابوسعید خدریؓ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے بنو عدی انصاری کے ایک شخص کو خیبر کا عامل بنا کر بھیجا وہ وہان سے جنیب

فقدم بتمر جنيب فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم اكل تمر خيبر هكذا قال لا والله يا رسول الله انا لنشترى الصاع بالصاعين من الجمع فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تفعلوا ولكن مثلاً بمثل او بيعوا هذا و اشتروا بثمنه هذا وكذلك الميزان ،

کھجور لے کر آیا تو آپنے فرمایا کیا خیبر کی کل کھجورین ایسی ہی ہوتی ہین؟ انھون نے کہا، نہین ہم اس کے ایک صاع کو جمع کے دو صاع کے بدلے مین خریدتے ہین، آپنے فرمایا ایسا نہ کرو لیکن یا تو مثل کو مثل کے ساتھ لو یا اس کو فروخت کردو پھر اسکی قیمت سے اسکو خریدو اور تول کا بھی یہی حال ہے،

سمعت اباسعيد يقول جاء بلال بتمر برنى فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم من اين هذا فقال بلال تمر كان عندنا ردى فبعت منه صاعين بصاع لمطعم النبى صلى الله عليه وسلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم عند ذلك اوه عين الربا لا تفعل ولكن اذا اردت ان تشترى التمر فبعه ببيع آخر ثم اشتر به

حضرت ابوسعید خدری کہتے ہین کہ بلال برنی کھجور لیکر آئے تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ کہان سے لائے؟ بولے ہمارے پاس ردی کھجورین تھین تو مین نے اس کے دو صاع کے بدلے مین اس کا ایک صاع آپکے کھانے کے لئے خرید لیا آپنے اس وقت فرمایا آہ یہ تو عین سود ہے ایسا نہ کرو لیکن جب کھجور خریدنا چاہو تو اس کو فروخت کر ڈالو پھر اسکی قیمت سے خریدو،

اسی واقعہ کی دوسری روایت مین یہ الفاظ ہین،

هذا الربا فردوه ثم بيعوا تمرنا واشتروا لنا من هذا ،

یہ سود ہے، اس کو واپس کرو پھر ہماری کھجورین فروخت کرو اور اس سے ہمارے لئے کھجور خریدو،

عن ابى المنهال قال باع شريك لى ورقا بنسئة الى الموسم او الى الحج فجاء الى فاخبرنى فقلت هذا امر لا يصلح قال قد بعته فى السوق فلم ينكر

ابوالمنہال کہتے ہین کہ میرے ایک شریک تجارت نے چاندی کو حج تک کے لئے اُدھار پر فروخت کیا اور آکر مجھے اسکی خبر دی مین نے کہا یہ تو جائز نہین اُس نے

ذلك على احد فاتيت البراء بن عازب فسألته فقال قدم النبى صلى الله عليه وسلم المدينة ونحن نتبيع هذا البيع فقال ما كان يدا بيد فلا باس به وما كان نسئية فهو ربا وائت زيد بن ارقم فانه اعظم تجارة منى فاتيته فسألته فقال مثل ذلك ،

کہا مین نے اس کو بازار مین فروخت کیا اور کسی نے ایسا نہین ٹوکا تو مین براء بن عازب کے پاس آیا اور ان سے پوچھا تو انھون نے کہا کہ رسول اللہ صلعم مدینہ مین آئے تو ہم لوگ اس طرح بیع و شرا کرتے تھے لیکن آپنے فرمایا اگر معاملہ نقدی صورت مین ہو تو کوئی حرج نہین اور اگر ادھار ہو تو وہ سود ہے، زید بن ارقم کے پاس جاؤ کیونکہ وہ مجھ سے بڑے تاجر ہین مین نے ان سے دریافت کیا تو انھون نے بھی یہی کہا.

〃 〃 〃 〃

〃 〃 〃 〃

اسی قسم کی حدیثین صحیح بخاری مین بھی موجود ہین جن سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ سونے چاندی کے ڈلے اشرفی، گنی، درہم، روپیہ، جو، گیہون، اور نمک کی بیع و شرا مین وصف، مقدار اور وزن مین مماثلت و مساوات لازمی ہے، اوران کی بیع و شرا بطور ادھار کے جائز نہین، البتہ ان سے سونے اور چاندی کے زیورون اور برتنون کے متعلق صریح احکام نہین معلوم ہوتے لیکن بعض صحابہ ان کو بھی انھی احادیث کے عموم کے تحت مین داخل کرتے ہین، چنانچہ صحیح مسلم مین اس کے متعلق ایک واقعہ ان الفاظ مین مروی ہے،

غزونا غزاة وعلى الناس معاوية فغنمنا غنائم كثيرة فكان فيما غنمنا آنية من فضة فامر معاوية رجلا ان يبيعها فى اعطيات الناس فتسارع الناس فى ذلك فبلغ عبادة بن الصامت فقام فقال انى سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهى عن بيع الذهب بالذهب

ہم نے ایک جنگ کی جس کے امیر العسکر امیر معاویہ تھے تو ہم نے بہت سا مال غنیمت پایا جس مین ایک چاندی کا برتن تھا امیر معاویہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ اس کو لوگون کے عطیہ مین فروخت کردو، لوگ اسکی طرف جھپٹے، حضرت عبادہ بن صامتؓ کو اسکی خبر ہوئی تو کھڑے ہوے اور فرمایا کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے سنا ہے کہ سونے کے

والفضة بالفضة والبر بالبر والشعیر بالشعیر والتمر بالتمر والملح بالملح الا سواء بسواء عینا بعین فمن زاد او ازداد فقد اربی فرد الناس ما اخذوا۔

ساتھ سونے کی بیع سے چاندی کے ساتھ چاندی کی بیع سے گیہون کے ساتھ گیہون کی بیع سے جو کے سا[...] جو کی بیع سے کھجور کے ساتھ کھجور کی بیع سے نمک کے سا[...] نمک کی بیع سے منع فرمایا ہے، بجز اس صورت کے کہ [...] برابر ہون اور ایک ذات کی بیع دوسری کی ذات کے [...] ساتھ کی جائے تو جس شخص نے زیادہ لیا یا زیادہ [...] اوس نے سود لی تو لوگون نے جو لیا تھا اس کو وا[...] کر دیا،

لیکن بعض صحابہ اس کے متعلق یہی حدیث پیش کرتے ہین،

سمعت فضالة بن عبید الانصاری یقول اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو بخیبر بقلادة فیھا خرز وذھب وھی من المغانم تباع فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالذھب الذی فی القلادة فنزع وحدہ ثم قال لھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذھب بالذھب وزنا بوزن

مین نے فضالہ بن عبید الانصاری سے سنا کہ [...] صلعم خیبر مین تھے کہ آپ کے پاس ایک ہار جس مین [...] مہرہ اور سونا تھا اور جو غنیمت مین ملا تھا فروخت کے [...] لایا گیا تو آپ کے حکم سے سونا الگ نکال لیا گیا پھر آپ نے [...] فرمایا کہ سونے کی بیع سونے کے ساتھ برابر برابر وزن کے [...] ساتھ ہونی چاہئے،

عن فضالة بن عبید قال اشتریت یوم خیبر قلادة باثنی عشر دینارا فیھا ذھب وخرز ففصلتھا فوجدت فیھا اکثر من اثنی عشر دینارا فذکرت ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم

فضالہ بن عبید کہتے ہین کہ مین نے خیبر کے [...] ایک ہار بارہ دینار پر خریدا جس مین سونا اور مہرہ [...] مین نے اس کو مہرہ سے الگ کیا تو اسمین بارہ دینار [...] زیادہ سونا پایا مین نے رسول اللہ صلعم سے اس کا ذ[...]

فقال لا تباع حتی تفصل،

تو آپ نے فرمایا کہ جب تک سونے سے الگ نہ کر لیا جائے نہ بیچا جائے،

سب سے زیادہ اہم مسئلہ یہ ہے کہ یہ تمام معاملات صرف مسلمانون کے ساتھ مخصوص ہین یا غیر قومین بھی اس مین شامل ہین؟ لیکن صحیح مسلم کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے اس معاملے مین کوئی قومی فرق و امتیاز نہین قائم کیا ہے، چنانچہ اس حدیث کے الفاظ یہ ہین،

عن فضالة بن عبید قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم خیبر نبایع الیھود الوقیة الذھب بالدینارین والثلاثة فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تبیعوا الذھب بالذھب الا وزنا بوزن

حضرت فضالہ بن عبید کہتے ہین کہ ہم خیبر کے دن رسول اللہ صلعم کے ساتھ یہود کے ہاتھ ایک اوقیہ سونا دو اشرفی یا تین اشرفی کو فروخت کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ سونے کو سونے کے ساتھ نہ بیچو مگر برابر برابر وزن کے ساتھ،

ان تمام روایتون سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ تمام احکام فقہی مسائل کی طرح محض فرضی احکام نہین ہین، بلکہ مدینہ مین اس قسم کی بیع و شرار کا عام رواج تھا اور آپ نے مدینہ مین آنے کے ساتھ ہی اس کے متعلق روک ٹوک شروع کر دی تھی، اور عہد رسالت اور عہد صحابہ مین ہمیشہ اس پر عمل ہوتا رہا، البتہ ربا نسیہ کی حرمت کی طرح ان کا عام اعلان نہ ہو سکا اس لئے بعض صحابہ کو یہ حدیثین معلوم نہ ہو سکین، چنانچہ حضرت امیر معاویہؓ نے جب حضرت عبادہ بن صامتؓ کی زبانی یہ حدیث سنی تو فرمایا،

ما بال رجال یتحدثون عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احادیث قد کنا نشھدہ ونصحبہ فلم نسمعھا منہ،

یہ لوگون کا کیا حال ہے، کہ رسول اللہ صلعم سے ایسی حدیثین بیان کرتے ہین کہ ہم آپ کی صحبت مین باوجودیکہ حاضر رہتے تھے لیکن آپ سے ان کو نہین سنا تھا،

لیکن جو صحابہ ان سے پہلے اسلام لائے اور ان کو ان سے زیادہ آپ کا شرف صحبت حاصل ہوا وہ ان سے بہت پہلے ان حدیثون کو سن چکے تھے،

حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو بھی اس بیع کی ایک مخصوص صورت یعنی سونے چاندی اور درہم و دینار کے متعلق اختلاف تھا، لیکن بعد کو جب اُنھون نے یہ حدیثین سنین تو اُنھون نے بھی اس سے رجوع کیا، چنانچہ صحیح مسلم مین ابونضرہ سے روایت ہے کہ "مین نے ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ سے بیع صرف کے متعلق سوال کیا تو اُنھون نے اس مین کوئی ہرج نہین دیکھا، مین نے ابوسعید خدری سے بھی اس کے متعلق سوال کیا تو اُنھون نے کہا کہ جو زیادہ ہو وہ سود ہے، لیکن مین نے ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ کے قول کی وجہ سے اس کا انکار کیا تو اُنھون نے کہا کہ مین وہی بیان کرتا ہون جو مین نے رسول اللہ صلعم سے سنا ہے، آپ کا باغبان ایک صاع عمدہ کھجور لایا تو آپ نے فرمایا کہ یہ کھجور تم کو کہان سے ملین؟ اُس نے کہا کہ مین دو صاع کھجور لے گیا اور اوس کے بدلے مین ایک صاع خریدی کیونکہ بازار مین اس کا بھاؤ یہ اور اس کا بھاؤ یہ تھا، آپ نے فرمایا افسوس تم نے سود لیا، اپنی کھجور کو کسی چیز کے بدلے مین فروخت کر دو پھر اس چیز سے جس قسم کی کھجور چاہو خرید لو، اس حدیث کے بعد حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا کہ کھجور کے ساتھ کھجور مین زیادہ ربا ہو سکتی ہے، یا چاندی کی بیع مین چاندی کے ساتھ؟ اس کے بعد مین ابن عمرؓ کے پاس آیا تو اُنھون نے مجھکو اس بیع سے منع کیا لیکن ابن عباسؓ کے پاس نہین آیا، مگر ابوالصہبا نے مجھ سے بیان کیا کہ اُنھون نے مکہ مین ان سے اس کے متعلق سوال کیا تو اُنھون نے اوس کو مکروہ قرار دیا، ابوصالح کہتے ہین کہ مین نے ابوسعید خدریؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اشرفی اشرفی کے بدلے مین درہم درہم کے بدلے مین مثل بمثل فروخت کیا جائے، جس شخص نے زیادہ لیا یا زیادہ دیا اُس نے سود کھایا، مین نے ان سے کہا کہ ابن عباسؓ تو اس کے خلاف کہتے ہین، اُنھون نے کہا کہ مین ابن عباسؓ سے ملا اور مین نے اون سے کہا کہ تم جو کہتے ہو کیا رسول اللہ صلعم سے سنا ہے، یا کتاب اللہ مین پایا ہے؟ بولے نہین مین نے رسول اللہ صلعم سے سنا نہ کتاب اللہ مین البتہ مجھ سے اسامہ بن زیدؓ نے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ سود ادھار مین ہے،

دوسری روایت مین ہے کہ اُنھون نے کہا "ہرگز نہین، رسول اللہ صلعم کو تو تم مین زیادہ جانتے ہو کتاب اللہ تو مین اس کو نہین جانتا، البتہ اسامہ بن زیدؓ نے مجھ سے یہ بیان کیا کہ سود صرف ادھار مین ہے،

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ اون کا اختلاف کسی حدیث یا کسی آیت کی بنا پر نہین تھا، البتہ حضرت اسامہ بن زید کی حدیث کی بنا پر وہ سود کو صرف اُدھار یعنی قرض تک محدود سمجھتے تھے، لیکن بعد کو اُنھون نے اس سے رجوع کیا، چنانچہ فتح الباری مین ہے،

وخالف فيه ابن عمر ثم رجع وابن عباس واختلف في رجوعه وقد روى الحاكم من طريق حيان العدوي سألت ابا مجلز عن الصرف فقال كان ابن عباس لا يرى به باسا زمانا من عمره ما كان منه عينا بعين يدا بيد وكان يقول انما الربا في النسيئة فلقيه ابوسعيد فذكر القصة والحديث فقال ابن عباس استغفر الله واتوب اليه فكان ينهى عنه اشد النهي

اور اس مین ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ نے اختلاف کیا پھر ابن عمرؓ نے تو اس سے رجوع کیا اور ابن عباسؓ کے رجوع مین اختلاف ہے، حاکم نے حیان عدوی کے طریق سے روایت کی ہے کہ مین نے ابومجلز سے بیع صرف کے متعلق سوال کیا تو اُنھون نے کہا کہ اپنی عمر کے ایک زمانے تک ابن عباسؓ اس مین کوئی ہرج نہین سمجھتے تھے جب تک یہ بیع ذات کی ذات کے ساتھ ہو، اور ایک ہاتھ سے لیا اور دوسرے سے دیا جائے اور کہتے تھے کہ سود صرف ادھار مین ہے، اس کے بعد حضرت ابوسعید خدریؓ ان سے ملے اور قصہ اور حدیث کو بیان کیا تو ابن عباسؓ نے کہا کہ مین خدا سے استغفار و توبہ کرتا ہون اور اس سے بشدت منع کرنے لگے،

لیکن اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ اُنھون نے اپنے قول سے رجوع نہین کیا تب بھی ان کے نزدیک سونے چاندی کی بیع مین زیادتی اسی صورت مین جائز ہوگی جب معاملہ بصورت نقد ہو، ادھار کی حالت مین اُن کے نزدیک بھی اضافہ جائز نہ ہوگا، لیکن اس کے ساتھ حضرت اسامہ بن زیدؓ کی حدیث بھی صحیح ہے اس لئے علما نے ان دونون متناقض روایتون مین تطبیق دینے کی کوشش کی ہے، چنانچہ حافظ

ابن حجر اسی عبارت کے بعد لکھتے ہین،

وقیل المعنی فی قوله لا ربا الا فی النسیئة الربا الاغلظ الشدید التحریم المتوعد علیه بالعقاب الشدید کما تقول العرب لا عالم فی البلد الا زید مع ان فیها علماء غیره وانما القصد نفی الاکمل لا نفی الاصل وایضاً فنفی تحریم ربا الفضل من حدیث اسامة انما هو بالمفهوم فیقدم علیه حدیث ابی سعید لان دلالته بالمنطوق ویحمل حدیث اسامة علی الربا الاکبر کما تقدم واللہ اعلم،

اور کہا گیا ہے کہ ان کے اس قول مین کہ "نہین ربا مگر ادہار مین" ربا سے ربا سخت جسکی حرمت سخت ہے اور اس پر سخت عذاب کی دھمکی دی گئی ہے مراد ہے، جیساکہ عرب کہتے ہین کہ شہر مین نہین ہے کوئی عالم مگر زید حالانکہ اس مین اور بھی علما ہوتے ہین اس کا مقصد صرف کامل ترین ربا کی نفی ہے، اصل ربا کی نفی نہین، اس کے علاوہ ربا الفضل کی حرمت کی نفی اسامہ کی حدیث سے بطور مفہوم کے سمجھی جاتی ہے، اس لئے ابو سعید کی حدیث اس پر مقدم کی جائیگی کیونکہ اسکی دلالت منطوق کے ساتھ ہے اور اسامہ کی حدیث بہت بڑے ربا پر محمول کی جائیگی جیساکہ گذرا واللہ اعلم،

شاہ ولی اللہ صاحب کے نزدیک بھی حقیقی سود نہین ہے، بلکہ شریعت نے اس کو تغلیظاً سود کہا ہے، اور نیز اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اس کو حقیقی سود سے مشابہت حاصل تھی، بہرحال یہ سود ربا نسیہ سے مختلف ہے، اور اسی لئے اسکی حرمت کے اسباب بھی اُس سے مختلف ہین، چنانچہ علامۂ ابن قیم نے اس کی حرمت کے اسباب یہ بتائے ہین،

(۱) لیکن ربا الفضل تو اسکی حرمت حقیقی سود کے ذرائع کے بند کر دینے سے تعلق رکھتی ہے، جیساکہ حضرت ابو سعید خدری کی حدیث مین جو انھون نے رسول اللہ صلعم سے روایت کی ہے کہ "ایک درہم کو دو درہم کے بدلے مین فروخت نہ کرو کیونکہ مجھے تمھارے اوپر

ربا کا خوف ہے" یہ تصریح مذکور ہے تو آپنے ربا الفضل سے اس لئے منع کیا کہ آپ کو لوگون کی نسبت ربا نسیہ کا خوف تھا، کیونکہ جب لوگ ایک درہم کو دو درہم کے بدلے مین فروخت کرین گے اور یہ صرف اس لئے کیا جاتا ہے کہ دو نوعون کے درمیان جودت مین یا سکے مین، یا ثقل و خفت مین تفاوت ہو تب تو اس عاجلانہ فائدہ سے رفتہ رفتہ غیر عاجلانہ فائدہ تک ترقی کرین گے اور اسی غیر عاجلانہ فائدے کا نام ربا نسیہ ہے" اور یہ یقیناً ایک قریبی ذریعہ ہے، اس لئے شارع نے اپنی حکمت سے اس قریبی ذریعہ کو مسدود کر دیا اور ان کو منع فرمایا کہ نقداً اور ادہار ایک درہم کو دو درہم کے بدلے مین نہ فروخت کرو[۱]

۲ درہم اور دینار اشیاء فروختنی کی ثمن ہین اور ثمن وہ معیار ہے جس سے مال کی قیمت معلوم ہوتی ہے، اس لئے اُس کو محدود و مضبوط ہونا چاہئے کہ نہ وہ چڑھنے پائے نہ گرنے پائے کیونکہ اگر ثمن اسباب فروختنی کی طرح چڑھتی گرتی رہے، تو ہمارے پاس اشیاء فروختنی کا کوئی معیار باقی نہ رہ جائے گا بلکہ ہر چیز اسباب فروختنی مین شامل ہو جائیگی، لیکن اس قسم کے معیار کی حاجت ضروری اور عام ہے، اور یہ ضرورت صرف اُس نرخ سے پوری ہوسکتی ہے جس سے اشیاء کی قیمت معلوم ہوسکے اور یہ بات صرف اُس ثمن سے حاصل ہوسکتی ہے جس سے اشیاء کی قیمت لگائی جائے اور وہ ہر حال مین یکسان طور پر قائم ہے، اور خود اسکی قیمت دوسری چیزون سے نہ لگائی جائے، کیونکہ اس وقت وہ تجارتی سامان مین شامل ہو جائیگی جسکا بھاؤ چڑھتا اترتا رہتا ہے، اس لئے لوگون کے معاملات خراب ہو جائین گے، نتیجہ مطلوبہ حاصل نہ ہوگا اور نقصان بڑھ جائیگا، جیساکہ تم نے دیکھ لیا کہ جب پیسے اسباب تجارت

[۱] اعلام الموقعین جلد ۲ صفحہ ۲۶۷،

مین شامل کرلئے گئے جو نفع اٹھانے کے لئے فراہم کئے جاتے تھے تو لوگون کے معاملات خراب ہوگئے اور ان کو عام طور پر نقصان پہونچا، اور اگر ان کو ثمن واحد قرار دیا جاتا جس مین اضافہ ونقصان نہ ہوتا بلکہ اس کے ذریعہ سے اور چیزون کی قیمت لگائی جاتی اور خود دوسری چیزون کے ذریعہ سے اسکی قیمت نہ لگائی جاتی تو لوگون کے معاملات سدھرے رہتے اس لئے اگر درہم ودینار مین ربا فضل مباح کردی جائے مثلاً کھرا درہم دیکر کھوٹا درہم یا ہلکا درہم دیکر اس سے وزنی درہم لیا جائے، تو یہ ایک تجارت ہوجائیگی اور وہ ربا نسیہ کی طرف منجر ہوگی غرض ثمن بذات خود مقصود نہیں بلکہ وہ اسباب خریدنے کا ذریعہ ہے، اس لئے اگر وہ بذات خود اسباب تجارت بن جائے تو لوگون کے معاملات خراب ہوجائین گے،[۱]

جو، گیہون، کھجور اور نمک کے تبادلے کے متعلق شارع نے جو قیود لگائے ہین ان کے جو فوائد ومصالح علامہ موصوف نے بتائے ہین ان کا حاصل بھی یہی ہے کہ وہ ربا نسیہ کا ذریعہ نہ بن جائین، لیکن شاہ ولی اللہ صاحب نے اس سے زیادہ دقت نظری سے کام لیا ہے، اور اس کے جو حکم ومصالح بتائے ہین وہ اس سے مختلف ہین چنانچہ وہ فرماتے ہین

اس سود کی حرمت کا بھید یہ ہے کہ خداوند تعالی بہت زیادہ رفاہیت اور عیش پسندی کو پسند نہین کرتا مثلاً حریر اور ان سامانون کو جسمین طلب دنیا کی اور طرز معاشرت مین بال کی کھال نکالنے اور اسمین گہرائی پیدا کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے جیسے سونے اور چاندی کے برتن مسلم سونے کے زیور مثلاً کنگن، پازیب اور طوق اور رفاہیت اور عیش پسندی کی حقیقت یہ ہے کہ ہر تمدنی سامان مین بہتر سے بہتر چیز کی تلاش کی جائے اور معمولی چیزون سے روگردانی کیجائے اور انتہائی رفاہیت اور عیش پسندی یہ ہو کہ ایک ہی جنس کی چیزون مین ادنی اور اعلی کا لحاظ رکھا جائے مثلاً

[۱] اعلام الموقعین جلد ۲ صفحہ ۲۷۹

کھانے کی کوئی نہ کوئی چیز اور نقود مین سے کوئی نہ کوئی نقدی انسانون کے لئے لازمی ہین اور کھانے کی تمام چیزون اور نقدی اشیاء مین تمام نقود کی ضرورت یکسان ہے، اور ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ تبادلہ کرنا تمدنی حیثیت سے ضروری ہے، کیونکہ باہم ایک ہی چیز کے تبادلہ کی ضرورت نہین لیکن باایں ہمہ انسانون کے امزجہ وعادات کے اختلاف نے انکی طرز معاشرت مین بھی اختلاف پیدا کردیا، خود خداوند تعالی فرماتا ہے،

نحن قسمنا بينهم معيشتهم في الحياة الدنيا ورفعنا بعضهم فوق بعض درجات ليتخذ بعضهم بعضا سخريا،

ہم نے دنیوی زندگی مین لوگون کی روزی اون کے درمیان تقسیم کردی اور بعض کا درجہ بعض پر بلند کردیا تاکہ بعض بعض کو فرمان بردار بنائے،

اس لئے بعض لوگ چانول اور گیہون کھاتے ہین بعض لوگ جوار باجرے پر بسر اوقات کرتے ہین اور بعض لوگ چاندی کا زیور پہنتے ہین، لیکن خود چانول اور گیہون کے اقسام مین تفریق وامتیاز پیدا کرنا اور دوسرے پر ایک کی ترجیح کا لحاظ رکھنا اسی طرح صرف سونے مین تراش خراش پیدا کرنا فضول خرچون اور عجمیون کی عادت ہے، اور ان مین زیادہ کرید پیدا کرنا بہت زیادہ دنیا طلبی ہے، اس لئے مصلحت نے یہ فیصلہ کیا کہ اس کا سدباب کردیا جائے (یعنی ایک ہی قسم کی چیزون مین مثلاً سونا چاندی، گیہون، جو، کھجور، اور نمک مین تفاضل وزیادتی کو نوعیت اور وزن مین جائز نہ رکھا جائے مترجم)

ایک مجلس مین قبضہ (یدا بید) کرنے کی جو شرط ہے اسکی دو وجہین ہین، ایک تو یہ کہ غلہ اور نقد کی ضرورت بہت سخت اور بہت زیادہ ہوتی ہے، اور ان سے اس وقت تک فائدہ نہین حاصل کیا جاسکتا جب تک ان کو فنا نہ کردیا جائے، اور وہ ملک سے نکل نہ جائین اس لئے (اگر فی الفور قبضہ کی شرط نہ لگائی جائے مترجم) تو ممکن ہے کہ ایک بدل فنا ہوگیا ہو اس لئے

قبضہ کے وقت جھگڑا پیدا ہو، جو بدترین قسم کا جھگڑا ہوگا، اس لئے یہ ضروری معلوم ہوا کہ یہ دروازہ

اس طرح بند کر دیا جائے کہ بائع مشتری جب تک باہم قبضہ نہ کر لین اور ان کے درمیان

کوئی معاملہ باقی نہ رہ جائے الگ نہ ہون، دوسری وجہ یہ ہے کہ بیع میں جب ایک جانب

نقد اور دوسری جانب غلہ وغیرہ ہو تو نقد بذات خود مقصود نہین بلکہ وہ دوسری چیز کے

حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، اس لئے مناسب یہی ہے کہ وہ شئی مطلوب سے پہلے صرف کیا جائے

لیکن جب دونون طرف نقد یا غلہ ہو تو ایک کے صرف کرنے کا حکم دینا اور دوسرے

کے صرف کرنے کا حکم نہ دینا زبردستی ہے اور اگر ان دونون مین سے کوئی نہ صرف کیا جائے

تو یہ بیع باہم ادہار ہو گی اور یہ ممکن ہے کہ ایک دوسرے سے پہلے اس ادہار کے

ادا کرنے مین بخل کرے، اس لئے انصاف نے یہ چاہا کہ بائع و مشتری دونون کا جھگڑا

اس طرح چکا دیا جائے کہ جب تک دونون قبضہ نہ کر لین علحدہ نہ ہون،

صرف غلہ اور نقد مین اس کا لحاظ اس لئے کیا گیا کہ یہ مال کی اصل ہین اور انھین مین

زیادہ تر لین دین ہوتا ہے، اور جب تک ان کو فنا نہ کر لیا جائے اون سے فائدہ نہین

حاصل کیا جا سکتا، اس لئے اگر قبل قبضہ کے بائع و مشتری علحدہ ہو جائین تو اس مین زیادہ

حرج واقع ہوگا، اور زیادہ نزاع ہو گی،

اصل یہ ہے کہ جو شخص قرض دیکر سود لیتا ہے، وہ کسی پر احسان نہین کرتا بلکہ روپیہ کے ذریعہ سے روپیہ کی

تجارت کرتا ہے، اس لئے اسلام نے، اس تجارت کے تمام ذرائع مسدود کر دیئے ہین کیونکہ اس سے تمام دولت

صرف امراء کے ہاتھ مین آجاتی ہے، اور وہ ہمہ تن تعیش کی طرف مائل ہو جاتے ہین علامہ ابن قیم

صاحب نے انھین دونون حقیقتون کی طرف اشارہ کیا ہے جسکی توضیح ہم اس سلسلہ کے دوسرے نمبر

مین کرین گے،

مولینا محمد زمان شاہجہان پوری

از

مولوی محمد عبد الغفور صاحب عابدی حیدر آباد دکن،

مولینا کا وطن اضلاع متحدہ مین پٹھانون کی جو بستیان ہین اون مین شاہجہان پور ایک مشہور اور تاریخی مقام ہے، مولینا کے آباد اجداد اسی شہر کے باشندے تھے، اور یہی مولینا کا مقام ولادت ہے، ۳۱ ذیقعدہ ۱۲۴۲ھ کو چہارشنبہ کے دن پیدا ہوئے اور وطن ہی مین فارسی کی تکمیل اور عربی کی صرف و نحو تحصیل کی، بیس سال کی عمر مین ۱۲۶۲ھ کو وطن سے نکل کر کانپور آئے اس زمانہ مین حضرت شاہ سلامت اللہ صاحب صدیقی علم و فضل کے اعتبار سے مرجع خاص و عام تھے، تین سال تک شاہ صاحب کی خدمت مین رہکر علوم معقول و منقول اور ادب و اخلاق کو حاصل کیا اور تکمیل علوم کی سند لیکر کانپور سے نکلے

---

[۱] مولینا شاہ سلامت اللہ صاحب صدیقی، بدایون کے رہنے والے تھے مختلف علماء سے علوم رسمیہ حاصل کیا، تفسیر و حدیث کی تکمیل مولینا شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ و شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرزندان شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کی اور شاہ صاحب کے ارشد تلامذہ مین شمار ہوتے تھے، کانپور مین رہا کرتے تھے، ۱۲۸۱ھ مین فوت ہوئے، چالیس سے زیادہ کتابین لکھین جنمین سے بعض کے نام یہ ہین،

(۱) تحفۃ الاحباب، (۲) تحریر الشہادتین شرح سر الشہادتین، (۳) شہاب ثاقب، (۴) بحر التوحید در بیان شطحیات اولیاء (۵) اسرار العاشقین در حل اشعار عربیہ و فارسیہ بطریق صوفیائے کرام (۶) ترجمہ رسائل شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ موسومہ معاینات الصوفیہ و مکاشفات القدسیہ،

مولینا شاعر بھی تھے اور فارسی مین شعر کہتے تھے، کشفی تخلص تھا، دیوان چھپ گیا ہے، اور ملتا ہے،

ہندوستان کے بعض مقامات کی سیاحت اور حیدر آباد کی اقامت پہلے فرخ آباد گئے وہان سے بریلی، رام پور، گوالیار، بھوپال، ہوتے ہوئے سنہ ۱۲۶۵ھ کے اوایل مین حیدر آباد آگئے، مولٰینا میر اشرف علی صاحب نقشبندی مجددی کے مہمان ہوئے، اس زمانہ مین مولوی[1] شاہ کرامت علی صاحب دہلوی کی درسگاہِ علم بڑی شہرت رکھتی تھی، جہان علوم معقول و منقول اور خاص کر ادب، تاریخ، حدیث و فقہ کی تعلیم ہوتی تھی، مولٰینا نے اس موقع کو غنیمت سمجھا، اور بے تکلف شاہ صاحب کے حلقۂ درس مین داخل ہوگئے اور بعض منتہی کتابین جو باقی رہگئی تھین ان سے تحصیل کین،

دربار مین باریابی اس زمانہ مین غلام محی الدین جمعدار حکیم الحکما محی الدولہ حکیم سید ابراہیم صاحب بلدہ مین بااثر اور شاہی دربار مین رسوخ رکھتے تھے، ان سے مولٰینا کو تعارف ہوگیا، انھون نے مولٰینا کی دربار مین سفارش کی، اس عہد مین نواب ناصر الدولہ غفران منزل آصف جاہ رابع سریرآرائے

[1] مولوی کرامت علی صاحب دہلوی مولٰینا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی کے شاگرد رشید تھے، اب ناصر الدولہ غفران منزل کے زمانہ مین حیدر آباد آئے اور یہین فوت ہو کر مدفون ہوئے، انھون نے سیرۃ الرسول پر عربی زبان مین ایک نہایت ضخیم کتاب تصنیف کی ہے، جو سیرۃ المحمدیہ کے نام سے چھپ گئی ہے، اسکی ترتیب و تہذیب اس قدر بہتر ہے کہ دوسری سیرۃ کی کتابین عبث نظر آتی ہین، ہر واقعہ کو معتبر و مستند ماخذون سے مدلل کیا ہے، یہ کہنے مین تامل نہین کہ ابتدائے اسلام سے اس وقت تک کوئی کتاب اس ہم پایہ کی دنیائے اسلام مین آج تک تصنیف نہین ہوئی، مولٰینا کی اولاد اس وقت تک حیدر آباد مین موجود ہے، اور سب ذی علم اور صاحب ثروت، مولٰینا کے پوتے مولٰینا عبد القیوم صاحب اس وقت موجود ہین، اور ہائی کورٹ حیدر آباد کے نامور وکیل ہین، اور علم و فضل کے اعتبار سے اس خاندان کے زندہ یادگار ہین،

معارف: سیرت محمدیہ درحقیقت چند کتابون کی تلخیص ہے غزوۂ احزاب تک تو سیرۃ حلبیہ کا اور اسکے بعد مواہب لدنیہ اور سبل الہدیٰ و الرشاد فی سیرۃ خیر العباد کا خلاصہ ہے، بعض اور باتین بھی دوسری کتابون سے لی ہین، مصنف نے دیباچہ مین خود اسکی تصریح کردی ہے،

سلطنت تھے، مولٰینا کو دربار مین باریابی کا موقع ملا، اور ساٹھ روپیہ ماہوار پر ولی عہد سلطنت نواب افضل الدولہ کی تعلیم و تربیت سپرد ہوئی، نواب ناصر الدولہ غفران منزل کا انتقال ہوگیا، اور نواب افضل الدولہ مغفرت مکان تخت نشین ہوئے،

سالار جنگ کی اصلاحات ان کے وزیر سر سالار جنگ مختار الملک نے جو دکن کی تاریخ مین ایک نامور اور مدبر وزیر گزرے ہین، ملکی اصلاحات کے ضمن مین تعلیم کو رواج دینے کے لئے مدارس کھولے، خاص دار السلطنت مین ایک کالج کا افتتاح فرمایا، اور اس کا نام دار العلوم رکھا،

مولٰینا کا مدرس اعظم مقرر ہونا سنہ ۱۲۷۳ھ مین مولٰینا اسی مدرسہ کے مدرس اعظم یا آج کل کی اصطلاح مین پرنسپل مقرر ہوئے، اوقاتِ مدرسہ کے بعد فرصت ملتی تو مکان پر طلبہ کو درس دیا کرتے تھے، آپکے حلقۂ درس مین چھ روز چھ مختلف علوم پڑھائے جاتے تھے،

مولٰینا کا شغلِ تدریس پہلے روز تفسیر دوسرے روز حدیث، تیسرے روز فقہ چوتھے روز منطق و حکمت پانچوین روز اصول چھٹے روز ادب و بلاغت، ساتوان روز مسائلِ تصوف سے مخصوص تھا، اور اس مین مولانا روم کے حقائق و معارف مولٰینا بیان فرمایا کرتے تھے، اور جمعہ کے روز نواب شرف الدین خان کی مسجد مین مجلس تذکیر منعقد ہوتی تھی، اس مجلس مین زیادہ تر حدیث و فقہ کے مسائل اور تصوف کے اسرار و نکات بیان ہوتے تھے،

پرنسپلی سے استعفا مولٰینا پانچ سال تک دار العلوم کی مدرسی کو انجام دیتے رہے، اس کے بعد سنہ ۱۲۷۸ھ مین استعفا دیدیا اور خانہ نشین ہو کر درس و تدریس مین مشغول ہوگئے، حضرت مغفرت مکان کو جب اسکی اطلاع ملی تو منصب مین دو سو روپیہ کا اضافہ کردیا،

حج بیت اللہ اور بلاد عرب و مصر و شام عراق کی سیاحت پانچ سال تک درس تدریس کا مشغلہ رہا، اس کے بعد ۸ شعبان المعظم سنہ ۱۲۸۳ھ کو حج بیت اللہ کا ارادہ فرمایا اور بلدہ سے براہ بمبئی جدہ ہوتے ہوئے

مکہ معظمہ پہنچے، حج کی سعادت حاصل کی، اور مدینہ طیبہ چلے گئے، روضۂ مقدسہ کی زیارت سے مشرف ہوکر مصر تشریف لے گئے، وہان سے اسکندریہ پہنچے، اسکندریہ سے فلسطین مین آکر بیت المقدس اور مقام خلیل کی زیارت کی پھر شام کے مشہور مقامات دمشق، حلب کی سیاحت کرتے ہوئے عراقِ عرب مین وارد ہوئے، اور یہان کے مشہور مقامات، موصل، سرمن رائے، بغداد، کربلا، نجف اشرف وبصرہ وغیرہ کی سیاحت کی، اور ان مقامات کے عجائبات اور عتبات عالیہ اور زیارت اولیاء سے مشرف ہوے، بصرہ سے جہاز پر سوار ہوئے، خلیج فارس سے گذر کر بمبئی ہوتے ہوئے غرہ شعبان ۱۲۸۳ھ کو فیض بخش حیدرآباد ہوئے،

سفر سے واپسی اور سیاحت نامہ کی ترتیب اس سیر وسفر کے حالات مین ایک کتاب لکھی ہے، اور ہر مشاہدہ کو کمال تحقیق وتفصیل سے قلم بند کیا ہے[1]،

حیدرآباد کی سکونت اور مدرسہ کا قیام سفر سے واپس آکر شاہ علی بنڈہ پر محلہ شکر گنج کے قریب سکونت اختیار کی، اور ایک وسیع احاطہ مین مدرسہ اور مسجد تعمیر کرائی، مدرسہ مین طلبہ کی سکونت کے لئے حجرے تعمیر کرائے اپنی آمدنی کا ایک ثلث حصہ مدرسہ کے اخراجات کے لئے وقف کیا،

مدرسہ کی نوعیت اور اسکی انتظامی کیفیت اس مدرسہ مین اس زمانہ کے تمام علوم رسمیہ کی تعلیم دی جاتی تھی جو طلبہ دور ودراز سے آتے تھے اُنکو ایک حجرہ قیام کے لئے ملتا تھا، دو وقتہ طعام اور چھ ماہ مین ایک بار ملبوسات دیئے جاتے تھے، اس حیثیت سے یہ مدرسہ نہ صرف تعلیم گاہ تھا. بلکہ ایک ہوسٹل کا بھی قائم مقام تھا، اس مین اور موجودہ زمانہ کے ہوسٹلون مین صرف یہ فرق ہے کہ اس مین طلبہ کی ضروریات بلا کسی معاوضہ کے پوری کی جاتی تھین، اور اس وقت ایک کثیر رقم لینے کے بعد ان کی کفالت کی جاتی ہے،

اعلیٰ حضرت نواب محبوب علی خان کی تعلیم کے لئے مولٰینا کا تقرر ۱۲۹۸ھ مین جب نواب میر محبوب علی خان آصف جاہ تاسع کی رسم

[1] معارف: مولٰینا کا یہ سفرنامہ فارسی زبان مین ہے، اور داستان جہان کے زیر عنوان چھپ گیا ہے،

تسمیہ خوانی ادا ہوئی تو نواب سالار جنگ اول نے حضرت غفران مکان کی تعلیم کے لئے مولٰینا کا تقرر ایک ہزار روپیہ ماہانہ مشاہرہ پر فرمایا،

مدرسہ کی توسیع اور تبدیل رسم مدرسہ مولٰینا نے اس سرفرازی کے بعد مدرسہ کے کاروبار مین وسعت دی، اور مدرسہ کا نام مدرسہ محبوبیہ رکھا حکومت کی طرف سے مدرسہ کے اخراجات کے لئے چھ روپیہ روز مقرر ہوئے باین ہمہ مولٰینا حسب سابق اپنی تنخواہ کا ایک ثلث حصہ مدرسہ کو دیا کرتے تھے، مدرس کی تعداد مین اضافہ کیا اور جملہ علوم وفنون کی جماعتون کا افتتاح کیا، اس دار العلم مین تفسیر، حدیث، فقہ، اصول، حکمت، منطق، فلسفہ، ادب ومعانی، بیان، صرف ونحو کی باقاعدہ تعلیم ہوتی تھی، چار پانچ سو طلبہ کی تعداد تھی جسمین سو طالب العلم مقامی تھے جنکو دو وقتہ مدرسہ سے کھانا ملاکرتا تھا، اور کتابین اور ملبوسات بھی دیئے جاتے تھے، مدرسہ کی یہ شان مولٰینا کی شہادت تک قائم رہی پھر اس مین تنزل شروع ہوا، یہ مدرسہ اس وقت بھی جاری ہے لیکن اس کی حالت پہلے کے بہ نسبت بہت ابتر ہے،

مولٰینا کی شہادت ۱۲۹۲ھ مین ذی الحجہ کی ساتوین تاریخ مولٰینا نے شہادت پائی، ہدیہ مہدویہ کی تصنیف سے فرقہ مہدویہ کو مولٰینا سے عداوت ہوگئی تھی، اسی فرقہ کے ایک پیرو نے مولٰینا کو شہید کردیا، مولٰینا مغرب کی نماز کے بعد بحالت تلاوتِ قرآن شریف شہید ہوئے، دوسرے دن ظہر کے وقت جنازہ مکہ مسجد لایا گیا، سید شاہ نور الدین قمیصی القادری نے (جو بلدہ کے مشاہیر مشایخ سے تھے) نماز جنازہ پڑھائی اس کے بعد جنازہ مکہ مسجد سے باہر نکلا بیس ہزار آدمی جنازہ کے ساتھ تھے، جنازہ جب مدرسہ کے پھاٹک پر پہنچا تو تل دھرنے کی جگہ نہ تھی، مدرسہ کے صحن مین لاش دفن کی گئی، اور یہ آفتابِ علم وفضل ہماری آنکھون سے پوشیدہ ہوگیا واقعہ شہادت کے کچھ عرصہ بعد تعویذ مزار پر ایک عالیشان گنبد تعمیر کیا گیا، جو اب تک موجود ہے،

تاریخ شہادت حیدرآباد کے نامی گرامی شعرا نے مولٰینا کی شہادت پر جو تاریخین تصنیف کی ہین ان مین سے چند قابل ذکر یہ ہین،

(۱) چو از مهدوی کشته شد فاضلے | براو باد رحم خدا جاودان
رقم کرد والا سنِ رحلتش | بشد قتل بردین محمد زمان
۱۲۹۲ھ

مولوی عبدالکریم صاحب والا

(۲) چونکه محمد زمان فاضل نقوی نشان | گشت بمسجد شهید وقت تلاوت ملا
مشهد و قرآن مزاج دید سنش زد رقم | بهر شهادت بود مسجد و مصحف گواه
۱۲۹۲ھ

حکیم مظفرالدین صاحب مزاج

(۳) در تلاوت چون بمسجد شد شهید | آن محمد حامیِ شرع نبی
هر دو صفتش دید هاتف گفت سال | مطرح انوار عثمان و علی
۱۲۹۲ھ

حاجی کرمان صاحب

(۴) بهر خدا چو گشت محمد زمان شهید | گویا که آفتاب هدایت نهان شده
افسر سن شهادت آن مقتدا نوشت | در راه دین شهید محمد زمان شده
۱۲۹۲

مولوی عبداللہ حسین صاحب افسر

مولینا کا مذہب مولینا اہل سنت کی بڑی شاخ حنفیہ کے پیرو تھے، قادریہ سلسلہ مین شاہ عبدالعزیز صاحب کے خاندان مین بیعت تھی، اور اسی خاندان کی کتابین زیر عمل تھین، مسئلۂ وحدۃ الوجود مین شیخ اکبرؒ کے ہم خیال تھے،

بیعت و تلقین مولینا کو اللہ تعالیٰ نے ظاہر و باطن کی جامعیت عطا فرمائی تھی، باعتبار علم و فضل و تقوی وطہارت مولینا کو رشد و ہدایت کا منصب حاصل تھا، لیکن بیعت کے لئے اپنا ہاتھ نہین بڑھایا، ایک ندیم خاص نے اس بارے مین توجہ دلائی تو کہا کہ اصل بیعت وہی ہے، جو صحابہ اور تابعین کے وقت مین رائج تھی، یعنی کسی باخدا آدمی کی صحبت مین رہکر اخلاق و آداب کی تعلیم حاصل کیجائے اور اس پر عمل کیا جائے اور اسی کی دعوت دی جائے، باقی دوسرے عادات و رسوم بعد مین جاری ہوئے، جو قابل تمسک نہین، میرے شیخ طریقت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ (پس صوفیہ ارتباطے کہ در زمن اول بصحبت و تعلیم و تادب بآداب تہذیب نفس بودہ است نہ بخرقہ و بیعت)

مولینا کی تصنیفات آپ کی تصنیفات سے بہت سی کتابین ہین جنکی تفصیل حسب ذیل ہے،

(۱) خیر المواعظ، اس کو خیر المجالس بھی کہتے ہین عربی زبان مین ہے، مولینا کے شاگرد مولوی محمد شاہ مرحوم نے فارسی مین ترجمہ کیا ہے، یہ کتاب مع ترجمہ ہندوستان اور حیدر آباد مین کئی بار چھپی ہے اور ملتی ہے،

(۲) سفینۃ البلاغت یہ تاریخی نام ہے جس سے ۱۲۷۴ نکلتی ہے، اس مین مولینا نے فن انشا کے اصول و قواعد منضبط کئے ہین، اور ان اصول کو بھی ضبط تحریر مین لائے ہین جو موجودہ زمانہ مین بلاد مصر و شام مین رائج ہین،

(۳) بستان الجن یہ کتاب فارسی مین ہے اور اس مین فرقہ اجنہ کی حقیقت اور انکی تاریخ بیان کی ہے یہ کتاب چھپ گئی ہے

(۴) ہدیہ مہدویہ، اس مین فرقہ مہدویہ کے بانی حضرت سید محمد جونپوری کے حالات اور ان کے معتقدات کو بیان کیا ہے اس کے بعد ان کی تردید کی ہے، یہ کتاب بھی کئی بار چھپی اور عام طور پر ملتی ہے،

(۵) داستان جہان، فارسی مین ہے، اور اس مین مولینا کے حسب ذیل تصنیفات شامل ہین،

(۱) سفرنامہ جسمین عرب و مصر و شام کے حالات سیاحت مرقوم ہین،

(۲) جغرافیاے عالم، جو کرنل فانڈنگ کی کتاب الوضعیہ فی معرفۃ الکرۃ الارضیہ کا ترجمہ ہے،

(۳) بیت المقدس کی تاریخ ہے جس کو مولینا نے علامہ مجیرالدین مقدسی کی کتاب الانس الجلیل فی تاریخ قدس الخلیل سے اخذ کیا ہے، اور اسمین ابتدائے تعمیر سے اس وقت تک بیت المقدس پر جو جو حوادث گذرے ہین وہ سب قلم بند کئے ہین،

(۴) تاریخ سلاطین روم، یہ کتاب ایک شامی طبیب کی کتاب نزہتہ القاری سے ماخوذ ہے، اسمین سلطنت عثمانیہ کی ابتدا سے سلطان عبدالعزیز خان کے جلوس تک تمام سلاطین عثمانیہ کے ضروری حالات نہایت اختصار کے ساتھ تحریر کئے ہین،

(۵) ماتم الملوین فی سر الشہادتین یہ کتاب عربی مین ہے، واقعات شہادت پر محققانہ بحث کی ہے

اصول تقسیم دولت

اور

اسلام

از
مولوی نذیر احمد صاحب (علیگ، سابق اڈیٹر "مساوات" الہ آباد و "خلافت عثمانیہ" بمبئی

"اس مختصر مضمون کو صرف اس لئے شایع کیا جاتا ہے کہ مقالہ نگار نے ایک آیت پاک کو جو سامنے نہ تھی پیش نظر کر دیا ہے" "معارف"

متمدن دنیا نے باوجود ادعائے تہذیب وتمدن کے اب تک اس حقیقت وصداقت کے سامنے سر تسلیم خم نہین کیا کہ سرمایہ داری (Capitalism) ملک وقوم یا یون کہو کہ بنی نوع انسان کے لئے ایک مہلک ترین عذاب ہے، اس کی وجہ سے انسان کے قوائے ذہنی وروحانی وجسمانی مین زنگ لگتا جا رہا ہے، اگرچہ بادی النظر مین ایسا معلوم نہین ہوتا، انسانون کی عظیم الشان جماعتون مین دائمی نزاع وجنگ کا اصلی باعث یہی ہے، متمدن دنیا کے ایک حریت پسند مگر بدنام چھوٹی سی جماعت نے ضرور یہ صدا بلند کی ہے کہ امرا اور روسا یا سرمایہ دارون کا یہ ہرگز حق نہین ہے کہ مزدورون کی گاڑھی کمائی کے خود مالک بن بیٹھین، اور باوجودیکہ مزدور اپنا لہو پسینہ ایک کر دیتے ہین اپنی کمائی کا ایک نہایت حقیر حصہ حاصل کر سکین، مگر اس صدا کی وقعت صدا بصحرا سے زیادہ نہین،

جن اشخاص یا جن ارباب حل وعقد کے ہاتھ مین اس وقت اقوام عالم کی زمام حکومت ہے وہ سب سرمایہ دارون کے حامی ہین، وہ ان کو مفسد وفتنہ پرداز ہی بتاتے رہتے ہین، در اصل وہ تو دنیا کو دھوکے ہی مین رکھنا چاہتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ لوگ بدخواہ عالم ہین اور ہم صرف ہم خیر خواہ بنی نوع انسان ہین لیکن محققین ومبصرین نے اب اس حقیقت کے رخ سے رفع حجاب کر دیا ہے، اب یہ بات

محقق ہو گئی ہے کہ دولت کا خاص خاص افراد مین جمع ہونا بنی نوع انسان کے لئے فی الواقع ایک مہلک ترین عذاب ہے،

کس قدر حیرت انگیز بات ہے کہ آج سے تیرہ صدی پیشتر عرب کے ایک یتیم امی نے (روحی فداہ) یہ اصول دنیا کو بتائے تھے لیکن افسوس کہ بہت کم اس پر نظر و توجہ کی گئی،

مسلمانون نے بھی حکم خداوندی اور خداوند تعالیٰ کے بتائے ہوئے مصالح وحکم سے چشم پوشی کی،

سورۂ الحشر مین خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:-

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَةً بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْکُمْ، (الحشر)

جو مال خدا نے اپنے پیغمبر کو دیہات والون سے دلوایا ہے وہ خدا کے اور پیغمبر کے اور قرابت والون کے اور یتیمون کے اور حاجتمندون کے اور مسافرون کے لئے ہے، تاکہ جو لوگ تم مین دولت مند ہین ان کے ہاتھون مین نہ پھرتا رہے،

اس آیت شریف کا آخری حصہ جسمین تقسیم ما افاء اللّٰہ علی رسولہ، کا منشا یہ بتایا گیا ہے کہ مال، محض دولتمندون ہی کے ہاتھون مین نہ پھرتا رہے، صاف اور بیّن طریقہ پر یہ بات ثابت کرتا ہے کہ اسلام کا ایک بنیادی اصول یہ ہے کہ خاص خاص افراد کو دولت اپنے ہی پاس جمع نہ کرنی چاہئے بلکہ تمام افراد انسانی مین اس کا گردش کرنا ہی بہتر ومناسب بلکہ ضروری ہے، اصول اسلامی کے مطابق بغیر اس کے انسانی تمدن ومعاشرت مین ترقی غیر ممکن ہے،

اسی بنا پر اسلام نے وراثت مین قریبی رشتہ دارون کے لئے حصے قرار دیئے ہین، اور کسی خاص شخص کو کسی خاندان کا سرگروہ اور سردار قرار نہین دیا کہ کل مال وجائداد کا وہی مالک ہوا کرے، اور اسی بنا پر زکواۃ واجب کی ہے اور صدقہ وخیرات کی ہر مناسب موقع پر ترغیب دلائی ہے، غلامون کے آزاد

کرانے، اسیران جنگ کا فدیہ دینے، مساکین و یتمی کی امداد کرنے، قرضدارون کے قرضے ادا کرنے وغیرہ مصارف مین مال خرچ کرنے کو نہایت ثواب کا کام تبایا ہے،

بنا برین اس مین کچھ شک نہین ہے کہ ربوا کی حرمت کا بہت بڑا سبب بھی یہی ہے کہ ربوا حاجتمندون اور مساکین کے لئے ایک ایسی کند چھری ہے جسکی ایذا و تکلیف سے انھین کسی وقت چین نصیب نہین ہو سکتا، اور سرمایہ دارون اور خود غرض اشخاص یا جماعتون یا قومون کے ہاتھ مین ایسا آلہ مہلک ہے جسکی طرف سے کمزور جماعتین ہمیشہ کے لئے مجروح بلکہ ہلاک ہو جاتی ہین دولت مند اقوام نے بعض مشرقی اقوام کو سودی قرضہ کے جال مین جس طرح پھنسا کر انکی آزادی ہڑپ کر لی ہے اور کر رہی ہین وہ اظہر من الشمس ہے،

اسلام ایک ایسے تمدن کا حامی ہے جسمین اخلاق حسنہ کی تکمیل بآسانی ہو سکے، ایسے تمدن کا حامی نہین ہے جسمین قساوت و سنگدلی و بے رحمی کی اشاعت بے روک ٹوک ہو سکے، وہ ہمدردی، محبت، مواسات، اخوت، بر و احسان کی تعلیم دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ دولت مند طبقہ نے جو بلند مرتبہ انسانی سوسائٹی مین حاصل کر کے اپنے غریب بھائیون کو ذلیل و خوار کر رکھا ہے وہ بتدریج زائل ہوتا جائے، اور رفتہ رفتہ تمام انسان حقیقی اخوت و مساوات کے درجہ پر آجائین اور اگر دولتمند طبقہ باقی رہے تو وہ اپنی دولت محض مساکین و حاجتمند طبقہ کی امداد مین صرف کیا کرے، افسوس ہے کہ اس زمانہ مین بعض خود نما حضرات مغربی تمدن کے عشق مین مبتلا ہو کر قوم مین ایسی قبائح کو رواج دینا چاہتے ہین جو اصول اسلام و تمدن مجوزۂ اسلام کے بالکل منافی ہین، اور باوجود اس کے اسلام کی بہی خواہی کے مدعی ہین، وہ اسلام کی حقیقت سے ناآشنائے محض ہین، اور اسلام نے جس تمدن اور جس اخلاق کی تعلیم دی ہے، اس کا خیال تک ان کے دماغ مین نہین پہونچ سکا ہے، فاعتبروا یا اولی الابصار،

تلخیص و تبصرہ

ٹیگور اور جاپان

ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور گذشتہ ماہ مین چین و جاپان کی سیاحت سے واپس آئے ہین، ان کے ہمراہ مشہور ہمدرد مسیحی مبلغ سی، الیف، انڈریوز بھی تھے، انھون نے ینگ انڈیا مین سر ٹیگور کے ایک عالمانہ خطبہ کا اقتباس درج کیا، یہ اقتباس بتاتا ہے کہ نہ صرف ہندوستان، نہ صرف اسلامی ممالک بلکہ تمام ایشیا مغرب کی مادیت سے تنگ آکر مشرق کی قدیم فراموش کردہ روحانیت کی تلاش و جستجو مین بے قرار ہے، اور جس جگہ بھی اس کا ایک جرعہ مل جاتا ہے وہ بلا کسی خیال کے تریاق و آب حیات سمجھ کر اُسے جذب کر لیتا ہے، ہم ناظرین معارف کے لیے اس کی تلخیص پیش کرتے ہین ممدوح نے یہ خطبہ ایک بڑے مجمع کے سامنے دیا،

صدر جلسہ نے ہندی شاعر کا ان الفاظ مین تعارف کرایا تھا:-

"آپ کی موجودگی ہمارے لیے بڑی خوشی کا سبب ہے کیونکہ آپ کی تعلیمات نے ہم کو غور و فکر پر آمادہ کر دیا ہے، وہ ہمارے دلون مین بیٹھ گئی ہین، اور ہماری روحین ان سے متاثر ہین، عہد قدیم مین بھی آپ ہی کے ہندوستان نے یہ دولت ہم کو دی تھی اور اب پھر آپ ہی کا ہندوستان دیکھا ہے، آپ اپنے حکماء کو ہمارے یہان بھیجئے، اور ہم ہمیشہ ممنون و مشکور رہین گے"،

شاعر نے جواب مین اسطرح لب کشائی کی:-

"گذشتہ مرتبہ اب سے ۸ سال قبل جب مین جاپان آیا تھا تو مین آپکے مستقبل کے لیے مضطرب تھا، مین آپکی خارجی نقالی اور فقدان روحانیت پر حیران تھا، آج ایک انقلاب عظیم پاتا ہون، آپ نے

روحانیت مین کافی ترقی کی ہی اور مجھے اس سے بے انتہا خوشی ہی، آپ نے مجھ سے کہا ہی کہ مین اپنے ملک کے حکمار کو آپکی خدمت مین بھیجون، لیکن آپ کو یاد رکھنا چاہیے کہ خود آپکے ملک مین عقلار و فضلا موجود ہین اور آپکو جیسا کہ آپنے مغرب کی تقلید مین فراموش کر دیا تھا از یادرفتہ نہ بنانا چاہیے، اور نہ اب اونکو اپنے نورعلم کو پوشیدہ رکھنے کی ضرورت ہے، آپ کو یاد رکھنا چاہیے کہ آپکی روحانی روشنی کبھی بھی باہر سے نہ آئیگی اس کو خود آپ ہی سے پیدا ہونا چاہیے حیات موجودہ کا مسئلہ یہ نہین ہی کہ ہم مادی دولت جمع کرلین بلکہ یہ ہی کہ ہم اس مسرت کو حاصل کرلین جو عمیق نضوح سے پیدا ہوتی ہی، فلسفۂ مشرق کی یہی بنیاد ہی، آپ کا بھی یہی فلسفہ رہا ہی، آپ اس روحانی مذہبی کے لیے جسے صدیون سے ایشیا، اپنا بنائے ہوئے ہے شرمندہ نہ ہوجئے، آپ اپنے روحانی خیالات پر نہ شرمائیے، اس وقت آپکو جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہی وہ "خود آزادی" ہے، روئے زمین پر بسنے والی ہر ہستی کی یہی ضرورت ہی، انسان اپنے کو فانی لذات سے آزاد کرلے کیونکہ وہ اندرونی مسرتون کو برباد کرتی ہین"

اس کے بعد ہندوستانی شاعر جذبات سے پر الفاظ مین یون گویا ہوا:-

"ہم کو اونکی خدمت کرنی چاہیے، جنھون نے ہماری خدمت کی ہے، یہی انسانی و فطرتی قانون ہے اور کبھی بھی آسانی سے اس کی خلاف ورزی نہین کیجا سکتی، غربار نے ہماری خدمات انجام دی ہین، میری آزادی حیات یہ ہے کہ جس صورت سے بھی ہو، اس کا بدلہ ادا کرون، اونکی زندگی کو دلکش بناؤن، اور اونکی حیات مظلوم کو انوار مسرت سے چمکا دون، اگر دنیا کی بہترین اشیاء صرف چند افراد کے ہاتھون مین رہ گئین، تو تمدن و ترقی کا فقدان ہی نہ ہوگا، بلکہ یہ عہد حاضر کی ہلاکت پر آخری مہر ہوگی، یہ ناانصافی جو نسلاً بعد نسل ہم غربار سے کرتے آئے ہین انتہا تک پہنچ چکی ہی، ہر جگہ بے چینی ہے، تمام دنیا دو جماعتون مین منقسم ہوگئی ہی امرار و غربار، مطمئن و غیر مطمئن، جفاکش اور عیش پرست، جب تک یہ دو انسانی جماعتین قائم ہین دنیا کو امن و اطمینان نصیب نہین ہوسکتا،،

آپ نے مجھ سے کہا ہی کہ حکمار کو آپ تک پہنچا دو، حکما، کی اتنی کثرت نہین ہی، لیکن اگر میرے امکان مین ہوتا تو مین غربار کو، اپنے ملک کے غربار کو جاپان مین لاتا، اور آپ سے کہتا کہ آپ اپنے غربار کو ہندوستان لائیے، کیونکہ اگر ملک کے غریب دوسرے ملک کے مفلس سے مل سکتا تو دنیا جلد اسکو سمجھ لیتی اور پھر حصول ہمدردی ممکن تھا، کیونکہ زمین پر خدا کی حکومت کو قائم رکھنے والی صرف دو جماعتین ہین غربار اور معصوم بچے"

مسٹر انڈریوز کا خیال ہے کہ جاپانی فضار پر اس تقریر کا بہت اچھا اثر ہوا، کیا ہندوستان بھی آہستہ آہستہ اسی روحانیت کی طرف آرہا ہے؟

مسلمان اور صنعتِ تجلید

اس حقیقت سے کوئی انکار نہین کرسکتا کہ اگر اسلامی جلد بندی کی تاریخ لکھی جاوے تو وہ در اصل ایرانی صنعت گری کی تاریخ ہوگی، اگرچہ اس مین شک نہین کہ مصری مسلمان کتابونکی جلد بندی کے متعلق ایک صحیح ولطیف مذاق رکھتے تھے تاہم ان کے تعمیری نقش و نگار کی طرح اونکی تجلیدی صنعت بھی ایک حد تک محدود تھی کہ وہ اپنے مذہبی احکام کی بنا پر خطاطی و اقلیدسی اشکال کے علاوہ کچھ بھی نہ بنا سکتے تھے، یہ ایرانی ہی تھے جنھون نے سب سے پہلے مذہبی قید کی اس زنجیر کو توڑا اور اپنی قبل از اسلام کی روایات کو اختیار کیا، کچھ تو اس آزادی اور کچھ ساسانی خاندانون کے عروج نے اسلامی صنعت تجلید مین وہ خوبیان پیدا کردین، جنکو ہم پندرھوین و سولھوین صدی مین درجۂ کمال پر پاتے ہین،

اسلامی فنون کا مطالعہ اس وقت ابتدائی حالت مین ہے، اس کے مختلف شعبون مین فن تعمیر نے سب سے زیادہ توجہ حاصل کی ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی گذشتہ بیس سالون مین یورپ نے ایرانی اور ہندی ایرانی مصوری و نقاشی پر متعدد مفید تصانیف شایع کی ہین، خطاطی و جلد بندی پر اب تک کوئی خاص توجہ مبذول نہین کیگئی ہی، ایسی حالت مین ایک ایسی کتاب کا منصۂ شہود پر آنا یقیناً ایک مفید قدم ہے، اس مین ۶۳۶ بی دا ایرانی جلد بندیون کی رنگین تصاویر ہین،

تصاویر اس قدر اعلیٰ ہین کہ ہر شخص اس کو اصلی جلد سمجھتا ہو اور اپنی تسلی کے لیے اوسکو انگلیون سے چھوکر دیکھتا ہو، یہ تصاویر تقریباً تمام کی تمام برلن کے قیصر فریڈرک عجائب خانہ کی کتابون سے لیگئی ہین، اور یہ چیز ہم کو اس بات کا یقین دلاتی ہو کہ بہت جلد اسی قسم کی کتابین برطانوی عجائب خانہ اور پیرس کے قومی کتب خانہ سے بھی شایع ہونگی،

یورپ مین فن طباعت کی ترویج سے یہ فن زوال پذیر ہو گیا اور لوگون نے دوسری طرف توجہ شروع کردی، یہ کمی اس ترقی سے جو سولھوین صدی مین فرانس و اطالیہ مین جلد بندی کی ہوئی، ایک حد تک پوری ہوگئی، مصر، ترکی اور ایران مین مطبع بہت دیر مین رائج ہو سکے اور اب بھی وہ قلمی کتابون کو مطبوعہ پر ترجیح دیتے ہین، اٹھارہوین صدی کی ابتدا مین ترکون نے متعدد خوبصورت و مفید کتابین شایع کین، بعد مین مصریون نے بھی انکی تقلید کی، چنانچہ ان کے مطبع نے جو بلاق مین ہے، ٹائپ اور کاغذ کے مسئلہ کو نظر انداز کر کے بہت سی کتابین چھاپین، ایران کی مطبوعہ کتابون کی تعداد بہت ہی کم ہو کیونکہ وہ صرف لیتھو ہی تک محدود رہگئی، یہی وجہ ہے کہ ایرانیون نے اب تک جلد بندی کی صنعت کے صحیح مذاق کو باقی رکھا ہے، (ٹائمس ضمیمہ ادبی)

اندلس کی عربی شاعری کا اثر یورپ کی شاعری پر

اسپین کی عربی شاعری کا یورپ کے قرون وسطیٰ کی شاعری پر جو اثر ہوا ہے، اس کا ذکر مشہور مستشرقین کے علاوہ عام طلبہ کے لیے بھی یقیناً باعث دلچسپی ہوگا، اٹھارہوین صدی کے آخری اور انیسوین صدی کے ابتدائی دور کے ادبی ناقدین کا خیال تھا کہ پروونسی شاعرون نے اپنے اصول اور اپنے محبوب سے غیر معمولی وابستگی عربی شاعرون سے لی ہو، لیکن یہ حضرات نفس عربی سے بہت کم واقف تھے، اور اسی بنا پر اپنے دعاوی کے ثبوت مین عربی کلام پیش کرنے سے عاجز تھے، بعد کے ناقدین نے ان کے بے دلیل دعوون کو بہت آسانی سے رد کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اس عہد کی شاعری یا تو نارمن قوم کے اختلاط

یا خود پروونس کے افسانون اور معاشرتی حالات کا نتیجہ ہے، اب موجودہ مؤرخین نے پہلے خیال کی پھر تجدید کی ہے، لیکن اس مرتبہ وہ ثبوت کے تمام اسلحہ سے آراستہ ہین اس موضوع پر حال مین جو اضافہ ہوا ہے وہ اندلس کی شاہی اکاڈمی کی شایع کردہ کتاب کی تیسری جلد ہو اس کا نام لا میوزیکا ڈی لاز کنٹیگاز (La Musica De Las Cantigas) ہے یہ کتاب دراصل اسلامی علوم پرست شاہ الفانسو دہم والیِ لیون (تیرہوین صدی) کے بیاض کا ترجمہ ہے، اس کے دربار مین متعدد مسلمان عالم اس خدمت پر مامور تھے کہ وہ اس کے لیے عربی نظمون کا اپنی زبان مین ترجمہ کرین، وہ عربی موسیقی کا بھی مربی تھا، اس بادشاہ کی نظمون کا پروفیسر رائبرا نے مطالعہ کیا ہو اور انکی رائے ہے کہ اس نے جو بحور استعمال کی ہین وہ تمام کی تمام عربی کی مشہور بحرین ہین، نیز موسیقی کی بعض قسمین جو یورپ مین رائج ہین، عربی موسیقی سے تمام تر ماخوذ ہین،

پروفیسر موصوف نے عربی موسیقی کی تاریخ کے متعلق بھی تحقیقات کی ہے اور بغداد مین عباسیون کے عہد مین اس کو جو عروج ہوا اور جس طرح یہ سلاطینِ قرطبہ کے یہان پھلی پھولی، اس پر ایک مفصل مضمون لکھا ہو انکی تحقیقات سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ جرمنی کی موسیقی بھی عربی موسیقی کی مرہون منت ہے، ان کے اس نتیجہ پر کہ پروونس کی تمام شاعری کسی گذشتہ یورپین لٹریچر کی بجائے **عربی** اور صرف **عربی** کے اثر کا نتیجہ ہے، جرمنی کے تمام مستشرقین پہنچے ہین، ہمکو امید ہے کہ تاریخِ ادبیات کے طلبہ کیلئے یہ ایک دلچسپ موضوع ثابت ہوگا اور وہ نہایت غور سے اس کا مطالعہ کرین گے،

مسلمانان عالم کی قوت

ایک ترک اہل قلم مبارک بن غالب نے مسلمانان عالم کی مردم شماری پر ترکی زبان مین ایک کتاب لکھی ہے، جس کو ٹرکی کی وزارت تعلیمات نے مطبعہ عامرہ قسطنطنیہ سے ۱۳۳۹ء مین چھاپکر شایع کیا ہے، اس کتاب مین اونھون نے کم وبیش ساٹھ انگریزی، فرانسیسی اور جرمن کتب سے مدد لیکر مسلمان

عالم کی صحیح تعداد کے متعلق اعداد و شمار مہیا کیے ہین، اور وہ حسب ذیل ہین،

نام ملک	تعداد	نام ملک	تعداد
اسپین	۷۰۰	انگلستان	۳۳۰۰
فرانس	۲۵۱۰	اطالیہ	۸۶۲
آسٹریا	۳۵۰	ہنگری	۴۴۷
پرتگال	۱۲۱	جبرالٹر	۱۳۳
روس	۹۲۹۱۸۶۴	رومانیہ	۵۹۴۸۵
یورپین ترکی اور اس کے مغربی و مشرقی علاقہ،	۱۶۸۲۰۰۰	البانیا	۶۶۱۳۴۸
		بوسنیا وہرزگوینا	۵۷۱۴۸۳
سرویا، مانٹی نگرو وغیرہ	۵۰۶۴۳۸	بلناریا، رومیلیا مشرقی وغیرہ	۶۹۷۳۸۶
یونان، مناستر، جنوبی مقدونیہ جزائر	۱۰۲۴۰۴	جزائر رڈس مع ۱۲ جزائر	۱۲۵۸۹
مجموعہ یورپ،			۱۳۹۰۱۵۶۶

ایشیا اور روس کے متعلقہ ممالک کے مسلمانون کی تعداد ۲۱۸۰۰۵۰۹ ہے، اس مین سے ۱۱۰۵۶۸۴۴۴ اناطولیا، موصل اور ترکی مشرقی صوبون مین ۵۹۳۲۱ جزیرہ سائپرس مین ہین ۳۴۱۸۵۴ عراق مین ۱۸۱۰۵۲۰ شام و فلسطین مین ۳۸۹۰۷۹، جزیرہ نمائے عرب، حجاز، یمن، عدن حضرموت، بحرین، نجد، اور عمان مین ۹۸۸۱۷۰۰ ایران مین، ۱۲۵۶۵۲۶۰ بخارا، خیوا، ترکستان، سواحل دریائے آمور، مشرقی و مغربی سائبیریا مین،...... افغانستان مین ۱۱۰۰۰ ۱، بلوچستان مین ۷۳۲۴۵۴۴، ہندوستان مین ۲۹۹۰۰۰ ۴، چین خاص مین ۳۰۳۳۵۴۰، ہند چینی مین ۱۰۰۰ ۷۶، منگولیا مین ۰۰۰ ۷۴، یونان نان (چین) مین ۰۰۰۰ ۳

سماوان (چین) مین ۲۲۰۰۰۰ ۴ کانسو (چین) مین ۲۲۷۰۸۰۹۱۰ اسیام مین، اس کے علاوہ جو لوگ مختلف جزائر ملایا مثلاً جاوا، سماترا وغیرہ مین رہتے ہین انکی تعداد ۳۲۲۷۷۵۳ ہے، آسٹریلیا مین ۲۸۱۸۹ ہین، براعظم افریقہ مین ۵۹۰۴۳۹۰ ۱۱۸۶۰ ہین، اور امریکہ مین ۸۸۳۴۹ پس پانچون برّاعظم کے مسلمانون کی تعداد مستند جغرافیہ دانون اور سیاح مورخون کے بیان کے مطابق ...... ۲۴ ہے اور تمام مسیحی دنیا کی تعداد ...... ۴۹۸ ہے ان مین سے ...... ۱۰۴ ارتھوڈکس (سخت ترین پابند ہین) ...... ۱۴۰ پروٹسٹنٹ ہین، اور باقی کیتھولک ہین، بودھ مذہب کے پیرو ...... ۴۵۴ ہین، ہندو ...... ۲۰۷ ہین، یہودی ...... ۱۵ ہین، اور بے دین ۶۵

پس تمام دنیا کی آبادی ...... ۱۷۱۹۰ ہوئی اور مسلمان اس کے ⅕ ہین،

(مجلۃ المجمع العلمی)

اخبار علمیہ

اسٹریلیا مین جنگلی پیداوار کی تحقیقات کے لیے برسون سے ایک دار التجربہ قائم ہی، اس کا نام دی سٹ
اسٹریلیا فارسٹ پروڈکٹ لبریٹری ہی، اس نے دوسری چیزون کے علاوہ دو قسم کی چھالون سے کاغذ کی تیاری
کا کامیاب تجربہ کیا تھا، اب اس نے اسی چیز کے لیے جنگلی سرو کی چھال کا تجربہ کرکے یہ بات معلوم کی ہے کہ
اس سے بنا ہوا کاغذ ان دو اگلی قسمون کے قسم سے بہتر ہوتا ہے، اس کے درخت کوئینس لینڈ مین بکثرت موجو
ہین، تیار شدہ کاغذ کا رنگ بھورا ہوتا ہے،

ہوائی جہازات کی روزانہ ترقی اس کے پرزون کی مضبوطی اور سرعت پرواز نے اب یہ سوال اہم
بنا دیا ہی کہ انسان کتنی دور تک اوپر جاکر زندہ رہ سکتا ہی، جس تیزی کے ساتھ ہوا پر قبضہ پانے والے آلات
زیادہ طاقتون والے انجن اور علم پرواز کے معلومات مین زیادتی ہو رہی ہی اس کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا بیجا
نہ ہوگا کہ وہ زمانہ بہت قریب ہی جبکہ یہ جہاز گھنٹہ مین ہزار میل طے کرنے کے قابل ہو جائین گے، اگر یہ صرف
لوہے، اور لکڑی کا سوال ہوتا تو اس کا زمانہ متعین کرنا آسان تھا، لیکن مشکل یہ کہ اس مین انسانی عنصر بھی
شریک ہے، اور ماہرین کے بیان کے مطابق اس تیزیِ رفتار مین خطرہ ہی کہ وہ اپنی جان نہ کھو بیٹھے، میجر
ایل۔ ایچ۔ بوٹر کا جو اس فن کا ایک بڑا ماہر ہے، بیان ہی کہ خطرہ سیدھے جانے مین نہین ہی بلکہ اس وقت
ہے جبکہ جہاز مڑیگا، میجر مذکور نے اسکی تشریح کرتے ہوئے لفٹننٹ ولیم کا جس نے پلٹزر کا انعامِ پرواز حاصل
کیا تھا قول نقل کیا ہی کہ وہ ۲۶۶،۶۷ میل کے حساب سے اڑا تھا اور مڑنے کے وقت اس کا تمام بدن سرد
ہو جاتا تھا، اگر ایک ہوا باز ۵۰۰ میل کی رفتار سے برابر چلتا رہے تو وہ بے ہوش ہو جائیگا، پھر اس بات کا

اندازہ لگانا آسان ہی کہ ایک ہزار میل کی رفتار مین غریب طیارچی کا کیا حال ہوگا، اس کا تمام خون اس کے
دماغ مین سمٹ آئیگا اور اسکی موت یقینی ہوگی، یہی ایک رکاوٹ ہی جو زیادتیِ رفتار کو مانع ہی،

مس جان ٹیلی نے جو سینما کی تحت البحر لاعبہ (ایکٹرس) ہے اوس اسپینی خزانہ کا پتہ چلایا ہی جو ۱۷۹۹ء
مین غرق ہو گیا تھا اور جسکی قیمت تقریباً دس ہزار پونڈ ہے، مس مذکورہ ایک فلم کے لیے سمندر کی تہ مین کچھ کام
کر رہی تھی کہ اس کا ہاتھ اس دفینہ کے صندوق پر پڑا، کمپنی کے آدمیون ہی نے اس کو نکالا، اور وہ اس
وقت کینیڈا کے شاہی خزانہ مین محفوظ ہی، کیونکہ قانون کے لحاظ سے وہ اب برطانوی حکومت کی ملکیت ہی،
اگرچہ بندرگاہ نسو (Nassau) مین اس کے پہلے بھی خزینہ مل چکا ہی لیکن یہ دفینہ سب سے بڑا ہے،

آج سے تقریباً چالیس سال پہلے جب جولیس ورنی نے اپنی پر افسانہ کتاب " دنیا کے گرد اسّی
دنون مین" (سیاحت زمین) شایع کی تو لوگون نے کہا یہ بالکل ناممکن ہی، لیکن ان ہی مین سے بعض ایک مہینہ
سے کم مین تمام کرۂ ارضی کا سفر کر چکے ہین، اس کے بعد اس نے سیاحتِ ہوا لکھی، لوگون نے کہا یہ سراسر حماقت
ہے لیکن آج یہی ہوائی جہاز سمندرون کو عبور کر رہے ہین، اور ان کے سفر ایک عام بات ہو گیے ہین، پھر اسنے
تحت البحرون کے متعلق ایک افسانہ پیش کیا، لوگون نے ایک مرتبہ پھر اس پر خللِ دماغی کا حکم لگایا، پر یا
للعجب آجکل ہر بحری قوت کے پاس ایسے جہازات کافی تعداد مین موجود ہین، جولیس ورنے ۱۹۰۵ء مین مرا،
اور لوگون نے یہ محسوس کرنا شروع کر دیا کہ وہ ایک علمی پیغمبر ہی،

اسی سلسلہ مین اس نے پیشینگوئی کی کہ عنقریب ایک ایسا آلہ ایجاد کیا جائیگا جس کے ذریعہ لوگ چاند
کا سفر کر سکین گے، کس قدر یہ متحیر کن صداقت ہی کہ یہ پیشینگوئی بھی لفظ بلفظ صحیح ہوتی نظر آتی ہے، چنانچہ
ایک مشہور جرمن انجنیئر ہرادبرتھ (Herr Oberth) ایک امریکن عالم پروفیسر رابرٹ ایچ، گڈارڈ

کے نقشہ کے مطابق ایک جہاز بنا رہا ہی جو مسافرون کو فضا سے نکال لے جائیگا، و رنے کا جہاز ایک بہت بڑا شیل تھا جو ایک عظیم الشان توپ سے چھوڑا جاتا تھا لیکن اوبرتھ نے اسکو توپ کا ممنونِ احسان نہ ہونے دیا اور وہ شیل خود اپنے زیرین حصہ مین ایسے مادے رکھتا ہی جن کے ذریعہ وہ شیل نما مکان اوپر ہوتا جاتا ہے یہ جہاز چاند تک پہنچ بھی سکتا ہی یا نہین، ایک مبہم سا خیال ہی لیکن یہ ایک علمی صداقت ہی کہ وہ ایسے مقامات سے ضرور گذر سکتا ہی جہان نہ تو ہوا ہو اور نہ فضا، اس تمام واقعہ کو ناظرین ایک وہم تصور نہ فرمائین گے کیونکہ اول تو چاند تمام دوسرے فلکی اجرام سے قریب ترین ہی، درآنحالیکہ دوسرے ستارے اسقدر دور ہین کہ انسان انکا خیال بھی نہین کر سکتا، چاند کی مسافت صرف ۲۴۰۰۰۰ میل ہی، دوربین کے ذریعہ ہم اس کو نہایت اچھی طرح دیکھ سکتے ہین، کوہ آتش فشان پہاڑ، وادی حتی کہ ایک ایک چوٹی صاف نظر آتی ہی، اگر لندن سا شہر وہان ہوتا تو وہ بھی نظر آتا، اس وقت بھی ایسے لوگون کی کمی نہین کہ جنھون نے اس مسافت سے زیادہ طے کیا ہی، ایک تیز پرواز ہوائی جہاز ۵۰ دنون مین وہان پہنچ جائیگا، اور ہراوبرتھ کا ظلماتی شیل صرف ۱۰۰ گھنٹون مین چاند کے مقابل ہوگا،

——— . ———

جامعہ وائنا کا مشہور عالم ڈاکٹر پال کمرر ایک نہایت ہی حیرت افزا تجربہ مین مشغول ہی، اس کا دعوی ہے کہ تمام عادات وراثتہً ہمکو ملتے ہین اور انسان خود انکو پیدا نہین کرتا، اس کا دعوی ہے کہ اس نے مختلف جانورون مین رنگ، صورت، شکل، عادات مین اس طرح سے بہت مین ممتاز فرق پیدا کر دیا ہے، اور ان کے بچون مین بھی وہی خصائص موجود تھے، اس پر خود اس کے ملک، جرمنی، انگلستان اور امریکہ مین مخالفت کا ایک بازار گرم ہو گیا ہے، اور اپنی تقریر کے بعد تو وہ ہر صورت سے نشان ہدف اعتراضات بنا ہوا ہے، لیکن اس کو اپنے تجربات کا اس قدر تیقن ہی کہ وہ سب کا جواب دیرہا ہی،

——— . ———

حال ہی مین ڈاکٹر جے، آر، مائنر (Dr. G. R. MINER) نے خودکشی کے اعداد و شمار اس پر ملک، آب و ہوا، جنسیت، صنعت، پیشہ، شہری حالات، عمر وغیرہ سے جو اثر پیدا ہوتا ہی، اس پر ایک عالمانہ مضمون شائع کیا ہی، یہ بات پہلے سے طے شدہ ہی کہ نارڈک خانہ بدوش اقوام مین، بحر روم یا کوہ الپائن کے قریبی باشندون سے زیادہ خودکشی کی علت موجود ہی، مشترک اقوام کے افراد، خالص اقوام کے افراد سے اس مرض مین زیادہ گرفتار ہین، نیویارک مین غیر ملکیون کی خودکشی کی تعداد خود ان کے ملکون کی تعداد سے بڑھی ہوتی ہی، خودکشی سب سے کم آئرلینڈ مین اور سب سے زیادہ سکسونی مین ہوتی ہے، فرانس مین قومی اشتراک و حالات کی بنا پر مختلف حصون مین مختلف ہی، ایشیائی اقوام مین چینی اور جاپانی اس بلا مین زیادہ گرفتار ہین، ہندوستان مین کم ہی (یعنی ایک لاکھ مین ۴۸) ہندوستان ہی ایک ایسا ملک ہے جہان عورتون کی خودکشی کی تعداد مردون سے بڑھی ہوئی ہی، گذشتہ صدی مین خودکشی کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے، اور یہ بڑی تعداد اب مستقل صورت اختیار کرتی جاتی ہی، جرمنی، سویڈن، فرانس، اور ڈنمارک مین، تعداد زیادہ ہوتی ہی، برطانیہ، ناروے، اور ہالینڈ مین کم ہے، ریاستہائے متحدہ کے جنوبی حصہ مین سب سے کم اور شمالی مین سب سے زیادہ ہے،

——— . ———

آسٹریلیا دنیا کا جدید ترین براعظم ہے، اس پر برطانوی حکومت کا قبضہ ہے، اور زیادہ تر یہی قوم اس مین آباد ہے، یہان کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اگر آبادی کے لحاظ سے دیکھا جائے تو یہان سب سے زیادہ عبادت گاہین نظر آئین گی،

——— . ———

ادبیات

نذرِ سُلیمان

حضرت گرامی شاعرِ خاص اعلیٰ حضرت نظام سابق

ما را در راہ دوست کارے دگر است | ذوقے دگر است انتظارے دگر است
ما سوختگان ز آتشے گُل چینیم | گلزارِ خلیل را بہارے دگر است

مستانِ نگاہ را ایاغے دگر است | شبہائے اُمید را چراغے دگر است
با شحنۂ عقل بے دماغی کردیم | دیوانۂ عشق را دماغے دگر است

بُلبُل گوید کہ نو بہارے خوشتر | گُل خندہ زنان کہ شاخسارے خوشتر
شبنم بگریست گفت ہان اے گُل چین | جز گریۂ ما نبود کارے خوشتر

دل بستگیِ صبحِ بہارے خوشتر | دل گرمیِ جلوہ ہائے یارے خوشتر
عارف کہ ز درد دوست بزد نفسے | آن یک نفس از لیل و نہارے خوشتر

کلامِ حسرت

کچھ خوف خدا کا ہے نہ ڈر خلقِ خدا کا | کیا آئے خیال اُنکو شہیدانِ وفا کا
خوشبو ترے ملبوس کی لائی ہو کہان سے | تجھ تک نہ ہوا تھا یہ گذر بادِ صبا کا
طولِ شبِ ہجران مین پریشانیٔ دل پر | طُرّہ ہو خیال اور بھی اس زلفِ دوتا کا
خطرہ بھی ترے خُو سے ہو اُمید کرم کو | عالم ہے شبِ وصل عجب بیم و رجا کا
آکر ترے دربار مین سب ہوگئے یکسان | جھگڑا نہ رہا مرتبۂ شاہ و گدا کا
نکلانہ کرو خود پئے تقدیر، کہ لیکا | پڑ جائیگا عصیانِ محبت کو سزا کا
ہین ان کے رضا کار بری لوٹ طلب سے | کوئی بھی جو ہوان مین گنہگار دعا کا
آسان ہی، مشکل بھی ہے گر شوق کی منزل | اس راہ مین کچھ کام نہین راہ نما کا

سر ہے اُنھین مطلوب تو دو شوق سے حسرت
اس امر مین کچھ دخل نہین چون و چرا کا

فکرِ آزاد

حافظ فضل حق صاحب آزاد عظیم آبادی

یہی عشق بندہ نواز بھی یہی عشق شعبدہ باز بھی | یہی برق جلوۂ ناز بھی یہی سوز بھی یہی ساز بھی
کوئی مرغ زمزمہ ساز ہو کوئی شمعِ سوز و گداز ہو | وہ جو مستِ شوق و نیاز ہو وہی ہو خزینۂ راز بھی
نہ قیام ہو نہ قعود ہو نہ رکوع ہو نہ سجود ہے | کہ نماز ترکِ وجود ہے یہ نماز بھی ہو نماز بھی
جو ہوائے بزم حضور ہے سرِ لطف کیف و سرور ہو | تو سپندِ آتشِ طور ہے یہ شرابِ عشقِ مجاز بھی

کوئی نغمہ ہو کوئی زمزمہ ہو جو کچھ بھی درد بھری صدا | وہی پردہ مجھکو عراق کا وہی صوت لحن حجاز بھی
عجب ایک شان ظہور ہے کوئی خاک ہے کوئی نور ہے | جو خمار ہے تو سرور ہی جو نشیب ہے تو فراز بھی
وہ عیان ہون راز جو ہین نہان یہ بیان ہو واعظ فتن | کہ جہان ہی حرمت مے دہان نکل آئے شکل جواز بھی
جو نصیب عرض حیات ہی تو نشاط طول ثبات ہے | یہ نہین تو مرگ و ممات ہی خضر ایسی عمر دراز بھی
نہین حسن و عشق مین کشمکش وہ جو اسے خوش تو یہ اس خوش | دل غزنوی ہے جو نالہ کش تو ہی چنگ زلف ایاز بھی
جو کمند غم مین اسیر ہی تو نظر مین شیر بھی قیر ہے | یہی صبح ساغر شیر ہے یہی صبح سینہ باز بھی
تہ تخلص آئے تو کیا کرون کوئی طرح ایسی بنا کرون | وہ جو مدعا ہی ادا کرون کہ عبث نہ ہو تگ و تاز بھی

مرا نام گو کہ ہی فضل حق مین برنگ خانہ ہون سینہ شق
نہ محل زمزمہ ادق نہ مجال عرض نیاز بھی

رازونیاز عشق

مولوی نور الہدیٰ صاحب ندوی متعلم بی اے

سوز بیان نے آبلے ڈالدئے زبان مین | کوئی کہے تو کس طرح قصۂ جان گداز عشق؛
شب کو بلا کے عرش پر تخلیہ بے سبب تھا | کس کو خبر کہ تھا یہی فیصلہ جواز عشق؟
کم نہین کائنات مین اب بھی مذاق غزنوی | گرمئ حسن بھی تو ہو، ہو تو کوئی ایاز عشق!
ہوش نہ تھا کلیم کو، پوچھے کوئی تو کسطرح؛ | پہنچا کہان سے تا کجا سلسلۂ دراز عشق؛

کعبہ و دیر سے غرض ہمکو نسیم ہو، نہ ہو،
بندۂ عاشقی تو ہین پڑھتے تو ہین نماز عشق!

باب التقریظ والانتقاد

اخبار الاندلس

(۲)

از

مولوی ابو الجلال ندوی رفیق دار المصنفین

جن اصحاب کو مسلمانون کا طرز حکومت معلوم کرنا ہو اُن کو اس کتاب کا پچیسوان باب ضرور پڑھنا چاہیے کہ مسلمان حکومتون کا نظام حکومت تقریباً یکسان تھا،

اس مین شک نہین کہ

"جب عربون نے اندلس فتح کر لیا تو . . . . پادریون کے تمام معابد ضبط ہو گیے

. . . . قربان گاہ کی تمام چیزین خلیفہ وقت کے خزانہ مین داخل ہو گئین،

کیونکہ قدیم زمانہ مین ہر ملک کی تاریخ مین مذہب وحکومت اور دین و سیاست کا تعلق بہت گہرا تھا، ایک بادشاہ کی تبدیل مذہب کا اثر پورے ملک پر پڑتا تھا، دینی عقاید اس قدر راسخ اور دل گزین نہ تھے کہ بادشاہ کی تبدیل مذہب کے بعد سارا ملک ایک نئے مذہب کا پابند نہ ہو جاتا، یہی وجہ تھی کہ ہمیشہ ہر مذہب کے مبلغین کو سیاسی قوت حاصل کرنے کی تمنا رہا کرتی تھی، معابد اور خانقاہین عموماً جنگی اور سیاسی مستقر ہوا کرتی تھین، اس لیے ہر ملکی لڑائی کا اثر یہ ہوا کرتا تھا کہ فاتح اقوام مفتوحون کے تمام مذہبی انسٹی ٹیوشنون کو برباد کر دیا کرتی تھین، اگر مذہب اسلام اس وحشت کی

مذمت کرتا ہی لیکن ہر حالت مین بالخصوص جنگ کے موقع پر اس الزام سے ہم مسلمانون کو بری نہین کر سکتے مگر:-

"جب فتح کی ابتدائی دار و گیر ختم ہو گئی۔۔۔ تو لوگون کو معلوم ہوا کہ۔۔۔ شریعت محمدؐ نے خاص طور پر مفتوحین کے حقوق و فرائض کی تصریح کر دی ہی۔۔۔"

قرآن مجید مین صاف طور پر فرما دیا گیا ہی کہ اِن جَاءُوكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ وہ آئین تو یا تو ان کے درمیان فیصلہ کر دو، یا ان سے اعراض کرو (تاکہ وہ اپنا معاملہ آپ چکالین) مدینہ منورہ کے یہود، خود عہد رسالت مین اپنی پنچایت کا نظام الگ رکھتے تھے، اس بنا پر ہر جگہ کے مسلمانون کا طرز حکومت یہ تھا کہ وہ ذمیون (غیر مسلم رعایا) کے مذہب، معاشرت، اور ان کے باہمی معاملات کے طے کرنے والے نظامون مین دخل نہین دیتے تھے، ہندوستان مین ہندوؤن کے باہمی جھگڑے عموماً "چوپال" سے طے پاتے تھے، اندلس مین یہود کا نظام حکومت مسلمانون کے ماتحت ایک استقلال رکھتا تھا، انھین کی طرح عیسائی بھی ایک قلیل معاوضۂ حفاظت (جزیہ) دیکر:-

"اپنے فرائض مذہبی ادا کرنے، اپنے مقدمات کے لیے اپنے ہی ہم قوم حکام مقرر کرنے اور اپنی قومی رسم و رواج قائم رکھنے اور ادا کرنے مین آزاد تھے"

کوئی عالی خاندان نواب، یا رئیس جسکو وہ خود منتخب کرتے تھے، ان کے اوپر حاکم بنا دیا جاتا تھا، وہی تمام محاصل وصول کرتا تھا، اور دفتر شاہی مین تمام حساب کتاب بھیجتا تھا عیسائیون کے مقدمات کے لیے عیسائی ہی حاکم مقرر کیے جاتے تھے، اور قانون ذریگاتھ پر عمل ہوتا تھا،

ملزمون کو اسی قانون کے موافق سزا دیجاتی تھی، البتہ سزائے موت مسلمان قاضی کی منظوری بغیر نہین دیجا سکتی تھی،

جس دیوانی مقدمہ مین کوئی مسلمان فریق ہو یا جس فوجداری مقدمہ مین کوئی مسلمان مستغیث یا ملزم ہو اسکی سماعت کا عیسائی عدالت کو اختیار نہ تھا"

مسلمانون کو اس رواداری کے بعد بھی اگرچہ عیسائی بظاہر ان سے شیر و شکر رہتے تھے لیکن چونکہ مسلمان ان کو ذلیل سمجھتے تھے اور:-

"چونکہ پادریون اور ان کے متبعین کی اہانت کی جاتی تھی اس واسطے انکو اپنے مذہب اور ہم مذہبون کی بے عزتی پر غصہ آتا تھا"

پادریون اور عیسائیون کی ذلت کا سبب ہمارے خیال مین محض تعصب نہین بلکہ انکا ذلیل کیرکٹر بھی تھا، بہر حال اس ذلت کا انتقام لینے کے لیے رضا کار مجرمون کا ایک گروہ پیدا ہو گیا جنکو شہدا کہا جاتا ہی:

"یہ لوگ لطوع خاطر اپنے آپ کو ہلکہ مین ڈالتے تھے اور اپنی جانین دیتے تھے، وہ اسلام کو بت پرستانہ دین اور جھوٹا مذہب کہتے تھے علی رؤس الاشہاد محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلعم کی شان مبارک مین گستاخیان کرتے تھے، جب معاذ نہ کے مؤذن اذان دیتے تھے تو وہ باواز بلند کہا کرتے تھے کہ "ہمین شیطان کی آواز سے دنیا اور آخرت مین محفوظ رکھ" اپنے جوش شہادت مین وہ عدالتون مین گھس جاتے اور قاضی کے سامنے کلمات کفر بکتے تھے،۔۔۔ سنیٹ پیلالیس نے خلیفہ وقت کو بھرے دربار مین کتا کہدیا۔۔۔

یہ جرائم ایسے تھے کہ نہ وہ خفیف کہے جا سکتے تھے نہ قابل معافی تھے، شروع شروع مین تو حکام فوجداری حیران ہو کر رہ جاتے تھے اور انھین ان لوگون پر رحم آتا تھا، اس لیے انھون نے ان کو اس بنا پر سزا دینے سے انکار کر دیا کہ یا تو یہ مخمور ہین یا مخبوط،

حکام کی اس رواداری سے بالآخر طوفان اس درجہ قوی ہو گیا کہ مسلمانون کو ملک سے جلا وطن ہونا پڑا ہمارے طبقہ مبلغین کو غور سے سننا چاہئے کہ اندلس مین ابتدا، بڑے زور اور سرعت کے

ساتھ اسلام پھیلنے لگا تھا، لیکن بعد مین اسلام کی ترقی بالکل رک گئی، اسکی وجہ مصنف کے نزدیک یہ تھی

"لوگون نے مسلمان ہونے سے جو انکار کر دیا ان کے وجوہ اگر تلاش کیے جائین تو

منجملہ اور باتون کے سب سے اہم وجہ نومسلمون کے ساتھ ساتھ برا سلوک تھا،"

کیا ہندوستانی مسلمان اس پر غور کرین گے کہ وہ نومسلم مسلمانون کو معاشری زندگی، میل ملاپ

کھان پان، اور شادی بیاہ کے حقوق مین اپنے مساوی رتبہ تک پہنچانے کے لیے عملاً بھی تیار ہین

اخبار الاندلس ہمارے خیال مین، اندلسی مسلمانون کی بہترین تاریخ ہے، یورپ کے مصنفین بہت کم

ایسے ہوتے ہین جنکی تصنیفات مین کوئی خاص غرض سیاسی مضمر نہین ہوتی لیکن جہانتک ہم نے پڑھا ہے

یہ کتاب اس عیب سے پاک ہے ہمارے قابل مترجم نے اپنے ذی علم فرزندونکی امداد سے اس کا ترجمہ کر کے ملک

پر احسان کیا ہے گو آج سے بیس برس پہلے بھی یہ کتاب اردو مین منتقل ہو کر مطبع نولکشور سے ایک ضخیم

جلد مین شائع ہو چکی تھی، تاہم موجودہ ترجمہ کی ضرورت باقی تھی، خصوصاً جدید مترجم نے بعض بعض مواقع

پر جن حواشی اور تعلیقات کا اضافہ کیا ہے وہ بھی بجائے خود ہماری معلومات مین مفید اضافہ کرتی ہین، البتہ

طباعت نے بعض بعض مواقع پر بہت کچھ کبیدگی کا سامان پیدا کر دیا ہے، یہ کتاب جناب مقتدر کلیم الرحمن

صاحب بی اے نصیر کالج، ربانی روڈ لاہور سے دستیاب ہوگی،

تاریخ الدولتین

مؤلفہ "مولانا نیاز فتحپوری،

از

سید نجیب اشرف ندوی

مولنٰنا نیاز فتحپوری، اڈیٹر نگار بھوپال جس طرح عوام مین بعض حیثیات سے معروف ہین،

اسی طرح خواص مین بھی وہ ایک خاص حیثیت سے ممتاز ہین، لوگون کو مولنٰنا ممدوح سے خاص شکایت

یہ ہے کہ وہ اس زمانہ قحط الرجال کو اس درجہ سخت کیون سمجھتے ہین کہ گویا اب ہندوستان کی دنیا مین

کوئی شخص ایسا باقی نہین رہا جو حسن و قبح، علم و جہل، ملک و سرقہ مین کوئی فرق کر سکتا ہو، وہ اب ادبی، تاریخی

اور فلسفیانہ مضامین[1] کو، "اپنا کر" اب یہان تک آگے بڑھ گیے ہین کہ اب دوسرونکی شایع شدہ کتابون کو

الٹ پھیر کر اپنا بنا رہے ہین، اور لوگ تحسین و داد مین مصروف ہین، شاید اکثر لوگون کو معلوم ہوگا کہ کئی

سال ہوئے کہ دار المصنفین سے **سیر الصحابیات** نام ایک کتاب شائع ہوئی تھی،، اب دو ہی برس

کے بعد نہایت جرأت سے مولنٰنا نیاز **صحابیات** "کے نام سے ایک کتاب دنیا مین پیش کرتے

ہین اور صوفی انسکو چھاپا ہے، اور وہ تمامتر سیر الصحابیات دار المصنفین کا حرف بحرف چربہ ہوتا ہے،

آیندہ یہ مضمون اہل علم کی خدمت مین پوری تفصیل کے ساتھ پیش ہوگا، اور اس وقت دنیا کو معلوم ہوگا،

کہ یہ جرأت و بیباکی کس قدر عدیم النظیر ہے،

اس وقت مولنٰنا کی ایک اور "تالیف" تاریخ الدولتین پیش نظر ہے، جو جامعہ ملیہ کے شعبہ تالیف

و تصنیف کی طرف سے شایع ہوئی ہے، سب سے پہلے یہ معلوم ہونا چاہئے کہ یہ کتاب جرجی زیدان اڈیٹر الہلال مصر

کی عربی تصنیف تاریخ التمدن الاسلامی کی چوتھی جلد کی تلخیص ہے، اس تاریخ تمدن کی نسبت مصر اور ہندوستان

دونون ملکون کے محققین اسلام نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس مین تمدن اسلام کا نہایت بگڑا ہوا اور مکروہ

نقشہ ایک دوست نما دشمن عیسائی کے قلم سے کھینچا گیا ہے، ایسی حالت مین ایک مسلمان اہل

قلم کا جسکو تحقیق و تنقید کا بھی دعویٰ ہو، اس کا تلخیصی ترجمہ کرنا، اور مایہ نازِ ہند جامعہ ملیہ اسلامیہ کا اپنے

شعبہ تالیف کی طرف سے شایع کرنا کہان تک مناسب ہے؟ جہان تک ہم کو معلوم ہے یہ شعبہ اب تک

کسی تجربہ کار صاحب علم کی نگرانی مین نہین ہے (حالانکہ مولنٰنا اسلم وغیرہ وہان اس قابلیت کے لوگ موجود

ہین) اور یہی ان خرابیون کی بنیاد ہے، جسکی بنا پر صحیح انتخاب کے بغیر اس ہتم بالشان جامعہ کی طرف سے

[1] دیکھیے میرا مضمون ،، رابندرناتھ ٹیگور اور حضرت نیاز ،، شایع شدہ زمانہ کانپور بابت جولائی [illegible]ء،

غیر متوقع چیزین شایع ہو جاتی ہین، کیا ہم مجلسِ ارکان جامعہ کو ادھر متوجہ کر سکتے ہین؟

تاریخ الدولتین کی بنیادی حقیقت تو آپ کو معلوم ہو چکی، اب سنیئے کہ اس کتاب کے پہلے صفحہ پر صاحبِ کتاب کی نسبت اس طرح ظاہر کی گئی ہی "تاریخ الدولتین از مولانا نیاز فتحپوری" آپ نے اسکو پڑھکر فیصلہ کیا ہو گا کہ یہ مولنا کی کوئی اجتہادی تصنیف ہی، آگے چلیے، دوسرا صفحہ لوح دیکھئے، آپ وہان یہ لکھا پائین گے "تاریخ الدولتین" "مولفہ" "مولانا نیاز فتحپوری" اب آپ کو اور یقین ہو گیا ہو گا کہ یہ درحقیقت مولنا کی "تالیف" ہے مگر نیچے نظر ڈالیے تو یہ عبارت ملیگی "مقتبس از تاریخ التمدن الاسلامی جزء ۴ مولفہ جرجی زیدان" آپ کے پہلے یقین کو اب صدمہ پہنچے گا کہ کیا ایک ہی کتاب دو دو مؤلفین کی "مؤلفہ" ہے، حالانکہ یہ بھی اقرار ہے کہ یہ "مقتبس از تمدن الاسلامی" ہے، اب اس تدلیس پر غور کیجئے کہ پہلے تو مبہم لفظون مین "از" لکھا گیا ہی، کہ عوام وخواص دونون اپنے اپنے مطلب کی سمجھین پھر "مؤلفہ" لکھا کہ عوام اوس کو مولنا کی خاص تالیف سمجھین، پھر یہ دیکھکر کہ خواص زبانِ طعن نہ کھولین یہ چھپا کر ظاہر کر دیا کہ یہ میری چیز نہین

آپ جانتے ہین کہ "اقتباس" کسکو کہتے ہین، اقتباس اسکو کہتے ہین کہ اپنے کلام کے بیچ بیچ مین کسی غیر کے کلام کو لایا جائے، اگر یہان تو از فرق تا بقدم غیر ہی کا کلام ہے، تو آپ اقتباس کہکر دھوکا دینگے یا اس کو تلخیص و ترجمہ کہین گے یا زیادہ صاف لفظون مین سرقہ کہین گے،

شاید اکثر ناظرین کو یہ بھی معلوم ہو کہ تاریخ تمدن اسلامی کی تمام جلدون کا بلفظہ ترجمہ اردو مین ہو چکا ہے، اور وہ گھر گھر پھیلا ہے، ایسی حالت مین خبر نہین کہ اردو کے اس مشہور مصنف کو اسکی تلخیص واقتباس کرنے کی اور جامعہ کے شعبۂ تالیف و ترجمہ کو اس کے چھاپنے کی کیا حاجت پیش آئی،

بہر حال یہ پیش نظر کتاب بقول مولنا اقتباس ہی، اقتباس مین اپنے اور غیر کے کلام مین کچھ نشانات وامتیازات قائم کیے جاتے ہین جن سے یہ فرق نمایان ہو سکے کہ یہ اس کا کلام ہے، اور یہ اُسکی عبارت ہے، مگر اس کتاب مین جو ۹۰ صفون پر تمام ہوئی ہے، شروع سے اخیر تک یکسان عبارت اور

اور طرز تحریر ہی جس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ یا یہ پوری کتاب نیاز صاحب کی ہی، یا یہ تمام تر جرجی زیدان کی ہے ؛ کتاب کے شروع مین نیاز صاحب کا کوئی دیباچہ نہین جس مین یہ تفصیل ہو کہ یہ کتاب کیا تھی ؟ اور کیونکر "اپنائی گئی" اور انھون نے اس کے اندر کیا کارنمایان انجام دیا ہی، شاید یہی وہ مقام ہے جسکی نسبت کہا گیا ہے کہ السکوت افصح من النطق،

کتاب کے اندر جا بجا حواشی مین عربی تاریخون کے مختلف صفحات کے حوالے درج کیے گیے ہین، تاکہ یہ معلوم ہو کہ یہ مولنا کے خاص مطالعہ کے نتائج ہین، مگر انھون نے بالکل یہ طرز اعمٰی جرجی زیدان کے حوالون کو بلا ذکر و اظہار اس مین درج کر دیا ہی، جب یہ جرجی زیدان کا اقتباس تھا تو پھر مقتبس جنہ کو دیگر تواریخ کے صفحات کے نشانات بتانے کی کیا حاجت تھی؟ الّا یہ کہ مقصود لوگون کو یہ غلط یقین دلانا ہو کہ یہ ہماری ذاتی تحقیقات ہین،

کتاب مین بکثرت مطبعی اور تصنیفی غلطیان ہین، قبیلۂ "مضر" کو پوری کتاب مین ہر جگہ "مقر" لکھا ہے قوم "عرب" کو ہر جگہ "اعراب" لکھا ہے، عربی کے ادنی طالب العلم کو بھی معلوم ہی کہ "اعراب" "عرب" کی جمع نہین، اعراب خاص بدویون کو کہتے ہین، عام عربون کو نہین، الاعراب اشدّ کفرا ونفاقا اور وقالت الاعراب کیا قرآن مجید کی یہ آیتین تمام عرب قوم کو شامل ہین؟ اشتر نخعی کو اشتر نخاعی، غطفان کو "غطفان"، (۱۴) اور مغیرہ بن شعبہ کو مغیرہ ابن ثعبان (صفحہ ۵۳) "معتصم" کو "مستعصم" (صفحہ ۱۳۶ و ۱۷۱ و ۱۷۴) "المرابطین کو" "المرابطین" "الموحدین" کو "الموقدین"، "الملک الظاہر" کو "المالک الظاہر" لکھا ہے اور بنو نجار کو بنو نجاس (۱۸) قین کے بجائے فن (۱۵) عنترہ کے بجائے عنتره، (۱۵) مارب کو موب (۴) صنعا کو صفار (۴) صفحہ ۱۶ مین لکھا ہی کہ مرداسی خاندان سلکہ سے ۲۳ھ تک قائم رہا، کیا آغاز کا سنہ صحیح ہے؟ صفحہ ۸ مین لکھا ہی کہ زید ثانی کی جاریہ حبابہ کی موت کا سبب یہ ہوا کہ انگور کی گٹھلی اس کے حلق مین اٹک گئی تھی، انگور کی گٹھلی کی تحقیقات کے لیے ہمارے جامعہ کے معلّم نباتات کیا اپنی توجہ مبذول کرینگے؟

ہم نے چاہا کہ اصل حوالہ کو دیکھ لین کہ گٹھلی کس لفظ کا ترجمہ ہی، حوالہ مسعودی جلد ۲ صفحہ ۶۸ کا ہی، ہمارے پاس مسعودی کے دو نسخے ہین مطبوعۂ یورپ اور مطبوعۂ مصر برحواشی نفح الطیب، ان دونون نسخون مین تو یہ نہین ملا ممکن ہے کوئی اور نسخہ ہو، اسی لیے یزید ثانی کا پورا حال پڑھ لیا اس مین بھی مجکو نظر نہین آیا، البتہ جلد ۲ صفحہ ۹ طبع مصر مذکور مین اتنا واقعہ پایا۔

حبابہ بیمار ہوئی تو یزید چند روز تک دربار مین نہین آیا، پھر وہ مرگئی تو چند روز تک اوس کو دفن ہونے نہ دیا۔۔۔ پھر دفن کر دیا اور اسکی قبر پر اقامت گزین رہا، اس کے بعد کم روز زندہ رہا

اس عبارت مین تو اسکی علالت وبیماری کا ذکر ہے جو چند روز تک مسلسل رہی، علاوہ ازین اس مین عدم دفن، اور حبابہ کے بعد کتنے دن وہ زندہ رہا اسکی تعیین نہین، مگر ہمارے دوست اسی حوالہ سے یہ نتائج نکالتے ہین،

کہ انگور کی گٹھلی کے اٹکنے سے دم بند ہوگیا اور **فوراً** مرگئی، یزید نے **تین** دن تک دفن کرنے کی اجازت نہین دی اور ایک **ہفتہ** کے بعد وہ خود بھی مرگیا، (بحوالۂ مسعودی)

یہ صرف ایک واقعہ کی تحقیق ہی جو نہایت معمولی اور غیر مہتم بالشان ہی صفحہ ۱۰۵ مین لکھا ہی کہ "سلجوق (بانی خاندان سلجوقیہ) کو جب یہ معلوم ہوا کہ دولت عباسیہ پارہ پارہ ہوگئی ہے" اور "اس کے دل مین ولولہ پیدا ہوا کہ وہان جاکر تمام منتشر ریاستون کو یکجا کر دے تا کہ پھر ایک مستحکم سلطنت قائم ہو جائے چنانچہ وہ مسلمان ہوا اور ایک بڑی فوج لیکر روانہ ہوا" یہ کسی تاریخ کا صفحہ ہی یا طلسم ہوشربا کا؟ ایک ترک کافر اس نیت سے مسلمان ہوتا ہی اور فوج لیکر روانہ ہوتا ہی کہ عباسیہ کی منتشر سلطنت کو پھر یکجا کر دے، حالانکہ سلجوق کا اس رتبہ کو پہنچنا دیگر حوادث سلطنت کی طرح ایک اتفاقی حادثہ ہے،

صفحہ ۱۶۹ مین ہے کہ "اسی زمانہ مین منصور عباسی، مالک ابن انس (جو مشہور فقیہہ گذرے ہین) سے اس امر پر برہم ہو گیا تھا کہ وہ علوین کے طرفدار تھے، اس لیے انکو ہسپانیہ بھیجدیا، یہ جب وہان پہنچے

تو بنو امیہ نے انکی بڑی عزت کی اور انھون نے بنو امیہ کے حقوق کو بنو عباس پر زیادہ مرجح سمجھکر لوگون مین اس خیال کو پھیلایا" اس عبارت کو پڑھکر بے اختیار ہنسی آئی، کہان امام مالک بن انس! اور کہان ملک ہسپانیہ! امام مالک نے تو مکہ اور مدینہ ان دو شہرون کو چھوڑ کر عرب کے تیسرے شہر مین بھی ارادۃً یا مجبوراً کبھی قدم نہین رکھا، یا دفعۃً عرب، شام، مصر، نوبہ، طرابلس، تونس، الجزائر، اور مراکش طے کرا کے اسپین پہنچادیے گئے، پھر بھیجا کس نے؟ منصور نے، اور ایسے کارگر ہتھیار کو بھیجا کہان؟ اپنے حریف کے پاس اسپین مین، اور ایسے ملک مین **بھیجدیا**، جو منصور کے حدود سلطنت سے باہر ایک دوسری حریف مستقل سلطنت مین تھا! یہ اقتباس ہی یا اختراع!

یقیناً علامہ نیاز جرجی زیدان کی طرح غیر مسلم نہین، وہ اسلامی فرقون کی باہمی نسبتون کو جانتے ہونگے، باین ہمہ اس "تالیف" مین وہ جابجا شیعہ کے مقابل مین "احناف" کا لفظ استعمال کرتے ہین، فرماتے ہین کہ

اسی طرح مصر مین فاطمیین کے عروج سے **تشیع** کو زیادہ تقویت حاصل ہوئی، اسی کے ساتھ چونکہ خود دولت عباسیہ حالت زوال مین تھی اس لیے **احناف** کمزور ہوجاتے تھے، لیکن پانچوین صدی کے وسط مین سلجوقی خاندان کے عروج نے پھر احناف کی حالت درست کردی (صفحہ ۱۰۴)

اسی قسم کا تقابل ایک اور صفحہ مین بھی ہے،

صفحہ ۲۰ مین لکھا ہے کہ عرب مین لوگ "حبش، شام۔۔۔ اور ہندوستان سے جاکر وہان آباد ہو گئے تھے" کیا اس ہندوستانی آبادی پر تاریخ کی کوئی شہادت موجود ہے؟

صفحہ ۶۳ مین ہے کہ "جب جنگ صفین ہوئی اور ۳۷ھ مین معاملہ ثالثون کے ہاتھ مین گیا تو ملک کے کئی حصے کر دیئے گیے" یہ بالکل غلط واقعہ ہے، نہ تو ثالثون نے ملک کے کئی حصے کر دیے، اور نہ واقعۂ ثالثی کے بعد از خود ملک کے کئی حصہ ہو گیے، وہی پہلی حالت رہی کہ حجاز و عراق حضرت علی کے پاس اور مصر و شام امیر معاویہ کے پاس، اس کے چار برس کے بعد پورا ملک متحد ہو کر امیر معاویہ کے

ہاتھ آیا اور ۲۳ برس تک کامل متحد رہا، یزید کے بعد چند سال کے لیے ابن زبیر نے حجاز و عراق مین علم بلند کیا، اور عبدالملک نے پھر متحد کر دیا،

اب اس قسم کے اغلاط سے قطع نظر کرکے اور اقسام پر غور کیجیے، املا کی غلطیان! مولٰنا "اعزہ" کی جگہ "اعزا،" (۲۴) "ورثہ" کے بجائے "ورثار" (۲۳) "تنازع" کے بدلے "تنازعہ" (۲۷) "یکبارگی" کے بجائے "اکبارگی" (۶۰) لکھتے ہین، و تعتاً، حقیقتاً اور فطرتاً وغیرہ کو تو پوچھنا ہی نہین کہ غلط العوام فصیح ہے، یہ عربی اور فارسی الفاظ کی صحت ہی، ایک دلچسپ فقرہ سنیے، صفحہ ۱۲۴

"اگر ایک شخص دوسرے کے پاس جاکر کہتا ہو کہ مجھے اپنا (جیران) پڑوسی بنالو"

معمولی عربی دان بھی جانتا ہو کہ "جیران" جمع ہی، یہان (جار) بولنا چاہئے تھا، غیر مفہوم فقرے سنیے، "غلام کی تعزیر بھی حر کی نسبت بھی قانوناً نصف رکھی گئی تھی (۱۵)" "ان مین تہ تیغ کر دیا" (۱۶) "اعراب نے... حملہ کر چکے تھے،" "مدبر اس غلام کو کہتے تھے جس سے مالک کہدیتا تھا کہ جو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے (۱۵)،" "رسول اللہ کے لیے صحابی تھے،" (۱۰) "تم نے کچھ خیال نہین کرتے،" "اسلام کے بعد بھی اعراب مدارج قائم تھے، لیکن اسکی صورت یہ تھی (۳۲) وغیرہ، ایک غیور مسلمان کی ادب شناسی دیکھیے حضرت حسانؓ، ایک صحابی شاعرِ رسول اللہ صلعم کی شان مین کہتے ہین، "مشہور شاعر حسان بن ثابت... جواب مین لکھتا ہی" (۱۷) جاہلیت اور اوائل اسلام کے شاعر جواب مین لکھتے نہ تھے، کہتے تھے، اس کے بعد حضرت حسان کے شعر کا جو ترجمہ کیا ہو وہ بھی غلط ہے اس کے بالکل ضد ایک دوسرا فقرہ سنیے "ایک عرب کے لیے یہ سخت شرمناک بات ہو کہ وہ کسی کی غلامی مین زندگی بسر کرین" (۲۶) "ایک قوم... منتشر کردین" (۳۱) "خواہ اس قبائل مین" (۱۸) "یہ اخراج ذریعہ تحریر کے بھی ہوا کرتا تھا،" (۱۲) موضوع شبہات کے لحاظ سے (۲) تضاد اور عدم حافظہ کی مثال لیجیے: "زمانۂ جاہلیت مین جماعت اعراب صرف جزیرہ نمائے عرب مین محدود تھی" (۴۱) اب اس سے پیچھے کی تحقیقات پڑھیے،

"چونکہ ریگزارِ عرب مین کاشت کے لیے زمین نہ تھی اس لیے گروہ اول سرزمینِ مصر و شام و فارس وغیرہ مین پھیل گیا...... بادیہ سے باہر نکل کر ترکستان و خراسان کی دیوارون تک پہنچ گیے" (ص ۲)

ان خردہ گیریون اور نکتہ چینیون کو کہان تک وسعت دیجائے، کہ انکی انتہا نہین،

تنقید تمدن اسلامی کے پڑھنے والون کو معلوم ہوگا کہ جرجی زیدان کا مقصد اس کتاب کی تصنیف سے بظاہر اسلام کے محاسن کا اظہار اور بباطن اسکی ہجو اور مذمت ہی، مگر ہمارا سادہ مزاج بے پروا "مصنف" یا "مؤلف" یا "مقتبس" یا "ملخص" یا "مترجم" بکمال تغافل ایسے مقامات سے گذر جاتا ہو، مثلاً حسب ذیل اعتراضات لو

(۱) عرب صرف غارتگر تھے، انکو سیاست سے واقفیت نہ تھی، اسلام کے تمام محاسنِ تمدن ایرانیون کے پیدا کردہ ہین،

(۲) مدینہ مین آنحضرت صلعم کو اس لیے کامیابی ہوئی کہ نبو نجار آپ کے نانہالی رشتہ دار تھے،

(۳) حضرت علی وغیرہ نے اس لیے ہجرت کی تھی کہ مکہ مین آپکے بعد اُن کا خبرگیران کون تھا،

(۴) خلفائے بنی امیہ مین سب عیش پرست اور ستمگر تھے، اور مجبوعہ جرائم تھے اور ان مین سب سے بڑا عیب یہ تھا کہ ان کا نظامِ حکومت خالص عرب تھا،

(۵) بنو عباس ان سے اس لیے اچھے تھے کہ انکا دربار ایرانی تھا،

انھین چند امور کو ہر جگہ پھیلا کر اور اُبھار کر دکھایا ہی،

ان امور کو پیش نظر رکھکر کون کہہ سکتا ہو کہ مولٰنا نے اسکو "**تالیف**" کرکے ملک پر کوئی احسان کیا ہے تاہم،

عجب تر این کہ بر من منتِ بسیار ہم دارد

کتاب کی لکھائی چھپائی متوسط ہی، ضخامت ۱۹۰ صفحات، قیمت عہ، پتہ:- شعبۂ تالیف و ترجمہ جامعہ ملیہ علی گڈھ،

مطبوعاتِ جدیدہ

تاریخ عرب، علامہ شبلی رحمہ نے بہت بجا فرمایا تھا کہ یورپ قصیدہ نہین لکھ سکتا لیکن تبصرہ لکھنے مین اس کو کمال ہی، وہ کبھی بھی کسی زندہ قوم کی تعریف نہ کریگا لیکن جو قوم فنا ہوچکی ہو، اُس کے علوم وفنون، فلسفہ، مذہب، المتدن و تہذیب پر عمدہ کتابین لکھکر دنیا کے سامنے پیش کریگا، موسیو سیدیو جو اس کتاب کے اصلی مصنف ہین، اسی قسم کے ایک مشہور فرانسیسی مستشرق مرثیہ گو تھے، وہ گذشتہ صدی کے وسط مین تاریخِ عام کا عموماً اور تاریخ اسلام کا خصوصاً مطالعہ کرتا ہی، اور اسی مطالعہ کا نتیجہ یہ کتاب ہے، یہ کتاب اب سے تقریباً ۷۰ سال پہلے اس وقت لکھی گئی تھی جب فرانس شمالی افریقہ کی عرب ریاستون کو اپنے قبضہ مین لارہا تھا، اور آج سے ۴۰ سال پہلے حکومتِ مصر کے ایک اعلیٰ افسرِ تعلیم علی پاشا مبارک نے اس کا عربی مین محض ترجمہ کرایا اور اس کے برسون بعد اس پر نظر ثانی کرکے عربی لباس مین پیش کیا، اس صدی کی ابتدا مین یہ کتاب اسی مشترک اسلامی زبان کے ذریعہ ہندوستان کے مسلمانون کے ہاتھون مین پہنچی، ۱۹۱۲ء مین اس کو اردو کا جامہ پہنانے کا خیال پیدا ہوا، مولوی عبدالغفور صاحب رامپوری نے اس کی ابتدا کی، مولوی محمد حلیم صاحب ہی نے اس کو تکمیل تک پہنچادیا، اور دار المصنفین مین اس پر نظر ثانی کیگئی، اور منشی ظفر الملک صاحب اڈیٹر الناظر نے ہر ہائنس بیگم صاحبہ بھوپال کے دست کرم کی مدد سے اس کو اپنے مطبع مین چھاپکر شایع کیا، اس کتاب مین جو ۵۳۰ صفحون مین پھیلی ہوئی ہی، ہم کو اسلام کی سیاسی اور علمی تاریخ اور اوسکی ترقی، اور عظمت کا افسانہ دل خوش کن الفاظ مین ایک دشمن کی زبان سے سنکر ایک خاص لطف حاصل ہوتا ہے، لیکن تاریخ اور تحقیق کی حیثیت سے ہمکو بہت سنبھل سنبھل کر اس کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیے،

تمدن عرب مصنفہ موسیو لیبان کے بعد فرنچ زبان مین مسلمانون کے علمی جد وجہد، ایجادات واختراعات اور انکی ہیئت، جغرافیہ، کیمسٹری، تعمیر وغیرہ علوم کی تفصیل مین یہ دوسری کتاب ہی، اسی کے ساتھ مصنف نے شروع مین عرب جاہلیت سے لیکر اپنے زمانہ تک ہر حکمران مسلمان خاندان کی تاریخ بھی لکھی ہے طرزِ ادا مین مسلمانون کی مداحی اور تعریف کی پوری پوری جھلک ہی، بعض واقعات اس کتاب مین غلط درج ہین، اردو مترجم نے حاشیون مین انکی تصحیح کردی ہی، کتاب ہر حالت مین اردو کے ذخیرہ مین ایک نیا اضافہ ہی، قیمت باختلاف کاغذ ۶ روپیہ و للعہ، دفتر الناظر، چوک، لکھنؤ سے طلب کیجیے،

تاج الکلام، ترجمہ اردو رباعیاتِ عمر خیام یورپ کی قدر دانی کو دیکھکر مشرق مین بھی اب عمر خیام پر خاص توجہ مبذول ہونے لگی، اسکی رباعیات کے سادے اور مترجم ایڈیشن متعدد جگہون سے شائع ہوئے ہین، اس وقت ہمارے سامنے جو کتاب ہی وہ تین اشخاص کی کوششون کا نتیجہ ہے، جناب سیّد محمد لائق صاحب قوی، نے تمام رباعیون کو اردو نظم کا جامہ پہنانے کی کوشش کی ہی، اور اس مین ایک بڑی حد تک کامیاب ہوئے ہین، مولوی اکرام اللہ صاحب صدیقی نے ۸۰ صفحون کا ایک دیباچہ لکھا ہی، جس مین شعر العجم اور دوسری تاریخی کتابون سے حکیم خیام کے سوانح لکھے ہین اور ان کے کلام پر ناقدانہ بحث کی ہی، اور منشی سیّد باقر علی صاحب بسمل نے صرف جیساکہ اونکا بیان ہی، قدر دانانِ علم کے لیے اس کو اپنے مطبع مین شایع کیا ہی، سوانح مین حکیم خیام کے والد کے صحیح نام کے متعلق دلچسپ بحث کی ہی لیکن سب سے زیادہ افسوس ناک یہ صداقت ہی کہ اس مین وہ تمام رباعیات شامل کردیگئی ہین جو خیام کی طرف منسوب ہین اس کتاب مین ۷۷۴ رباعیان درج کیگئی ہین، یہ ترجمہ ان اردودان اصحاب کے لیے مفید ہوگا جو فارسی سے ناآشنا ہین، ترجمہ مین نظم کی پابندی کے ساتھ شاعر کے اصلی خیالات کو ادا کرنے کی کوشش کی گئی ہی، کہین کہین وزن کو قائم رکھنے، اور شعر کو پورا کرنے کے لیے زائد الفاظ بھی بڑھائے گیے ہین، صفحات ۱۹۱ قیمت عہ، شاہجہانی پریس دہلی سے طلب کیجیے، لکھائی چھپائی اچھی ہی،

زبان اُردو پر سرسری نظر، اسلامی تعلیمی کانفرنس کے گذشتہ سالانہ اجلاس کے موقع پر اردو کے شوخ مضمون نگار پروفیسر صدیقی (مسلم یونیورسٹی) نے اردو پر ایک مبسوط لیکن وقت کی کمی کی وجہ سے محدود لکچر دیا تھا، یہی تقریر اب کتاب کی صورت مین ہمارے پیش نظر ہی، مضمون دلچسپ اور پر از معلومات ہے . طرز ادا مین شوخی اور نمکینی ہی، اس مضمون یا خطبہ مین جناب صدیقی نے جن خیالات کا اظہار مشکلات کا حل اور آیندہ کے لیے عملی تجاویز پیش کی ہین، اُن سے سب کو کامل اتفاق ہوگا، اردو کی رفتار ترقی حالی، اکبر اور اقبال کا باہمی فرق انھون نے جس طرح دکھایا ہی وہ ان کے صحیح ذوقِ نظر کی دلیل ہی، لیکن دار المصنفین کے "سنجیدہ لیکن عالمانہ" لٹریچر کی انھون نے جو تعریف کی ہی اس سے ہم شرمسار ہین، کیا ہم امید رکھین کہ واحد مسلم یونیورسٹی کے ارباب حل وعقد اپنے یہان کے ایک دردمند پروفیسر کی تجاویز کو اچھے کاغذ پر چھاپنے کے علاوہ عملاً بھی کچھ کرین گے، اُمید ہی کہ شائقین اس رسالہ کو وقت کی ایک چیز سمجھکر ضرور مطالعہ کرین گے، لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ مسلم یونیورسٹی پریس سے غالباً ملیگی،

تذکرہ یونسؑ، مونگیر مین حضرت مولانا محمد علی صاحب قبلہ کی خاموش جماعت احمدیہ فرقہ کے دسائس باطلہ کے ابطال و تردید مین مشغول ہی، اس سے کوئی شخص بھی جو اس خاص موضوع سے دلچسپی رکھتا ہو غافل نہین رہ سکتا، مرزا صاحب نے اپنی مسیحیت کے ثبوت مین متعدد پیشینگوئیان کی تھین، لیکن جب ان مین سے اکثر غلط ثابت ہوئین، تو انھون نے اس سے بھی ایک مذموم ترین حرکت کرکے اس داغ سے اپنے دامنِ معصیت کو دھونا چاہا اور ثابت کرنا چاہا کہ (نعوذ باللہ) حضرت یونسؑ نے بھی اپنی قوم سے چالیس دنون تک عذابِ الٰہی کا وعدہ کیا لیکن وہ نہین آیا، اسی اختراع کا جواب اس رسالہ مین نہایت مدلل طریقہ سے دیا گیا ہی، یہ رسالہ مطبع رحمانیہ مونگیر سے طلب کیجیے،

مجلد چہاردہم	ماہ صفر ۱۳۴۳ھ مطابق ماہ ستمبر ۱۹۲۴ء	عدد سوم

مضامین